REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPERS FOR INDIA AT NO R-N 61/57

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTEL REGISTRATION NO: P.G.D.P-8

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ

قادیان

جلد ۳۸ | شمارہ ۱۴

ایڈیٹر: عبد الحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۶۰ روپے، ششماہی ۳۰ روپے، ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۴۲۵/- ، فی پرچہ ۱۲۵

The Weekly BADR Qadian 143516

[illegible]

۲۸ شعبان ۱۴۰۹ ہجری   ۶ شہادت ۱۳۶۸ ہش   ۶ اپریل ۱۹۸۹ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۵ شہادت (اپریل) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پرنور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام التزام سے اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی و درازی عمر اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

قادیان دارالامان میں صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات

رپورٹ مرتبہ: مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری ایڈیشنل سیکرٹری جوبلی

الحمد للہ قادیان دارالامان میں صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات مرکزی ہدایات کے مطابق ۲۳ تا ۲۳ مارچ ۱۹۸۹ء نہایت شاندار رنگ میں منائی گئیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے قبل از وقت مرکزی و مقامی عہدیداران کی میٹنگ بلا کر اس امر کی وضاحت فرمائی کہ قادیان چونکہ جماعت کا مرکز ہے اس لئے یہاں کے پروگرام مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لحاظ سے مرکزی و مقامی عہدیداران اور خاص طور پر نوجوانوں کو شامل کر کے تمام تقریبات کو شایانِ شان طور پر منانے کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا چاہیئے چنانچہ بزرگ افسران کے گرانقدر تعاون اور دعاؤں سے بفضلہ تعالیٰ نوجوانوں نے شاندار صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے جشنِ تشکر کو ہر جہت سے کامیاب بنایا ہر شعبہ میں نوجوانوں کی کارکردگی نمایاں رہی۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

آپ نے میٹنگ میں اس امر کا بھی اعلان فرمایا کہ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم سید تنویر احمد صاحب صدر نمائش کمیٹی بھارت کو استقبالیہ کا بھی صدر مقرر فرمایا ہے۔ لہٰذا قادیان کی تقاریب میں بھی انتظامیہ موصوف کے مشورہ سے کام کرے۔

تمام پروگراموں کو شایانِ شان طریق پر سرانجام دینے کے لئے ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ۳۰ ہزار روپے کا بجٹ اخراجات تیار کیا گیا اور اس کو پورا کرنے کے لئے ساکنین قادیان نے اپنی ۱۰-۱۰ دن کی آمد پیش کی۔ بعض احباب نے زائد بھی پیش کیا۔ ذیلی تنظیموں نے بھرپور تعاون کیا۔ ثم الحمد للہ کہ سب کے مشترکہ تعاون سے اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت شاملِ حال رہی اور نئی صدی کی ابتدائی تقریبات احسن رنگ میں پرامن اور اخوت کے ماحول میں انجام پائیں۔ تمام شعبہ جات کے نگران صاحبان کی رپورٹوں کو ملحوظ رکھ کر ذیل میں مختصر رپورٹ درج کی جاتی ہے

محلہ احمدیہ کی صفائی و تزئین

احمدیہ بازار دکانوں اور دفاتر و ادارہ جات کے نمایاں حصوں اور متعدد گھروں کی سفیدی و رنگ و روغن کا جماعتی و انفرادی طور پر انتظام کیا گیا۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے تعاون سے متعدد وقارِ عمل کے ذریعے پورے ایریا کی صفائی کروائی گئی اور جلسہ گاہ سے لے کر ناشتی مقبرہ تک پوری سڑک کو جھنڈیوں سے سجایا گیا اور افرادِ جماعت اور تنظیموں نے جگہ جگہ استقبالیہ آرائشی گیٹ بنائے

مہمانان کرام کی آمد

جلسہ سالانہ قادیان کے موقعہ پر احباب جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے اپنی اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا کہ بھی احباب ۲۳ مارچ کی تقریبات میں شرکت کے لئے قادیان آنا چاہتے ہیں لیکن بعد مشورہ یہی ہدایت دی گئی تھی کہ یہ تقریبات ساری دنیا کی جماعتوں نے اپنے اپنے مقامات پر شایانِ شان طریق پر منانی ہیں لہٰذا کسی جماعت کے ذمہ دار یا عہدیداروں کو مستقر سے باہر نہیں جانا چاہیئے۔ البتہ ایسے احباب جن کی غیر حاضری سے مقامی تقاریب متاثر نہ ہوتی ہوں ان کو اختیار ہے اس پابندی کے نتیجہ میں بہت سے احباب باوجود خواہش کے ان تقاریب میں شرکت کے لئے مرکز سلسلہ میں نہ آسکے تاہم ۱۳۵ مہمانان کرام اندرون و بیرونِ ہند سے تشریف لے آئے پاکستان سے ۱۵ احباب جرمنی اور امریکہ سے ایک ایک۔ یوگنڈا اور ٹرینیڈاڈ کے دو نوجوان جو جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیرِ تعلیم ہیں نیز ہندوستان کے مختلف مقامات بمبئی کیرلہ۔ حیدرآباد، سکندرآباد و بھدرواہ پونچھ۔ کشمیر۔ دہلی۔ سانسی جمانسی بنارس۔ منگلور۔ بیجاپور۔ جے پور اور اڑیسہ کے مختلف حصوں سے ۱۱۶ احباب تشریف لائے۔

اس موقعہ پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان سے محترم نواب عباس احمد خان صاحب (جو نواب محمد عبد اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں) مع اہلیہ محترمہ اور محترم صاحبزادہ مرزا فرید احمد صاحب (جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند ہیں) مع اہلیہ محترمہ تشریف لے آئے تھے۔

اس موقعہ پر ربوہ پاکستان سے محترم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظر خدمت درویشان بھی تشریف لائے۔

نفلی روزہ

طے شدہ پروگرام کے مطابق ۲۲ مارچ کو بکثرت احباب قادیان مردوں عورتوں اور بوڑھوں اور نوجوانوں نے صد سالہ جشنِ تشکر کے سلسلہ میں نفلی روزہ رکھا اور دعاؤں اور ذکرِ الٰہی میں یہ دن گزارا اور اس کے ساتھ اگلے دن کی تقریبات کی تیاریوں میں بھی مصروف رہے۔

صدقات کا اہتمام

۲۲ مارچ کو امارت مقامی کے زیرِ انتظام صدقات کا اہتمام کیا گیا۔ گوشت کی صورت میں نقدی کی صورت میں اور پارچہ جات کی صورت میں بھی مرکزی تینوں انجمنوں اور ذیلی تنظیموں نے دو دو بکروں کی قربانی کے لئے حصہ ڈالا

(باقی صفحہ ۱۹ پر دیکھیے)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہ
ہفت روزہ بدر قادیان
۶ شہادت ۱۳۶۸ ہش

تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے (کشتی نوح)

رمضان المبارک

عالم روحانیت کا موسم بہار

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں روزے کی فرضیت اس طرح بیان فرماتا ہے کہ:-
"اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی (روزوں) کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو" (البقرہ)
اس سے ظاہر ہے کہ رمضان المبارک اجتماعی اعتبار سے روحانی اور اخلاقی ٹریننگ کا بہترین موقعہ فراہم کرتا ہے اپنی رحمتوں اور برکتوں کا خوشنما دسترخوان بچھاتا اور ہر سال اپنی حسین یادوں کو پیچھے چھوڑ کر رخصت ہو جاتا ہے۔
روزہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-
(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) "انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزا بنوں گا یعنی اس کی نیکی کے بدلے میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے یعنی تم میں سے جب کسی کا روزہ ہوگا تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ سے پیش آئے تو وہ جواب میں کہے میں روزے سے ہوں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں مقدر ہیں ایک خوشی اسے اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔ جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بے کار ہے۔" (بخاری کتاب الصوم)
خصوصی صدقہ و خیرات کا بھی یہ خاص مہینہ ہے اور تجلی قلب کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-
"شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوت سے بُعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔"
(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۶)
رمضان المبارک مکذبین احمدیت کے لئے ہر سال اتمام حجت کی یاد دہانی بھی کرواتا ہے ۱۸۹۴ء میں حدیث نبویؐ کے مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام کی تصدیق کے لئے رمضان المبارک میں چاند سورج گرہن ہوا تھا۔ آپ نے انعامی چیلنج اور حلفیہ بیانات کے ساتھ بڑی تحدی سے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا اور فرمایا:-
"درحقیقت آدم سے لے کر اس وقت تک کبھی اس قسم کی پیشگوئی کسی نے نہیں کی اور یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے۔ (۱) یعنی چاند گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں ہونا۔ (۲) سورج گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن ہونا۔ (۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا (۴) چوتھے مدعی کا موجود ہونا جس کی تکذیب کی گئی ہو۔ پس اگر اس پیشگوئی کی عظمت کا انکار ہے تو دنیا کی تاریخ میں سے اس کی نظیر پیش کرو اور جب تک نظیر نہ مل سکے تب تک یہ پیشگوئی ان تمام پیشگوئیوں میں سے اول درجے میں ہے جن کی نسبت آیت فَلَا یُظْہِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا کا مضمون صادق آتا ہے کیونکہ اس میں بیان کیا گیا ہے کہ آدم سے اخیر تک اس کی نظیر نہیں۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۲۹)
پس ہر سال رمضان المبارک مکذبین احمدیت کو جھنجھوڑتا بھی ہے کہ وہ صداقت احمدیت کو قبول کر لیں حضورؑ فرماتے ہیں ؎

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

علاوہ ازیں یہ مباہلہ اور ابتہال کا سال ہے جو احمدیت کی پہلی صدی کے اختتام اور دوسری صدی کے آغاز کا سنگم بنا ہوا ہے۔ مباہلہ کے نتیجہ میں مولانا اسلم قریشی کی بازیابی اور ضیاء الحق کی لاؤ لشکر سمیت عبرتناک ہلاکت سے بھی مکذبین احمدیت نے کوئی سبق نہیں سیکھا جس کا ثبوت پاکستان کی حکومت پنجاب کے جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر منانے پر قدغن لگانے سے ملتا ہے۔ اس قدغن سے جماعت احمدیہ کا تو کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ معاندین احمدیت نے اس مضحکہ خیز حرکت سے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنی ہی ندامت اور پشیمانی کے سامان مہیا کئے ہیں۔ لہٰذا جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے پہلے رمضان المبارک پر خیر خواہی اور معذرت کے ساتھ معاندین احمدیت سے یہ عاجزانہ گزارش ہے کہ ؎

دل میں مصنوعی چراغوں سے اُجالے نہ کرو
اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے منہ تو کالے نہ کرو

جہاں تک احباب جماعت کی ذمہ داریوں کا سوال ہے۔ رمضان المبارک خصوصی دعاؤں کا مہینہ ہے۔ اس سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک روح پرور اقتباس ہدیہ قارئین کر رہے ہیں فرمایا:-
"رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دعائیں سنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی تمہارے قریب آگیا ہے وہ تم پر اپنی رحمت کے ساتھ جھک رہا ہے۔ دعائیں سننے کے سارے دروازے کھل چکے ہیں۔ تمہاری ہر آہ و پکار آسمان پر پہنچے گی کوئی ایسی آواز نہیں ہوگی جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو۔"
پس جماعت احمدیہ کے لئے ہر پہلو سے رمضان المبارک عالم روحانیت کا موسم بہار ہے۔

(عبد الحق فضل)

درخواست دعا

مکرم عبد السلام صاحب ملک صدر جماعت سرینگر سے تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم بخشی غلام محمد صاحب کے نواسے عزیز شجاع سلمہ کی گردن میں ایک گلٹی ہے جس کا اپریشن ہونا ہے۔ موصوف نے مبلغ دس روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ اپریشن کی کامیابی اور صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔

خطبہ جمعۃ المبارک

جماعت احمدیہ کو یہ علم اکٹھا کرنا چاہیئے کہ جہاں جہاں ایسے لوگ شہید ہوئے جو اس نام پر شہید ہوئے ہیں

اگرچہ وہ غلط تعلیم معلوم کرنے کے نتیجے میں شہید کئے گئے ہیں لیکن ان کے گھروں تک پہنچیں معلوم کریں کہ ان کا کیا حال ہے...

حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق ایک جماعت ہے جو ضرور ان کا حال پوچھے گی اور انکی [illegible] شہید ہونے والوں کے پسماندگان کو [illegible] نہیں چھوڑا جائیگا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۳ امان (مارچ) ۱۳۶۸ ہش / ۱۹۸۹ء بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر پ۔س لندن کا یہ قلمبند کردہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر علیحدگی اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے
(ایڈیٹر)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:—

میں نے گذشتہ خطبے میں سلمان رشدی کی شیطانی کتاب سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار کیا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ مضمون ابھی تشنۂ تکمیل ہے۔ بعض ایسے اہم بنیادی سوال ہیں، جن کی طرف توجہ مبذول کرنی ضروری ہے۔ مغربی دنیا میں سب سے اہم سوال جو اس وقت زیر بحث ہے وہ انسانی ضمیر اور انسانی بیان اور انسانی قلم کی آزادی ہے اور وہ تمام تر توجہ سلمان رشدی کی کتاب کے غلیظ حصوں سے ہٹا کر اس بنیادی اصول کی طرف مبذول کروا رہے ہیں گویا کہ دراصل مسلمانوں اور عیسائیوں یا مغربی طاقتوں اور مسلمان مشرقی دنیا کے درمیان دراصل بحث یہی ہے کہ

کیا انسانی ضمیر کو آزادی ملنی چاہیئے یا نہیں۔

کیا انسان کو قول اور فعل اور قلم کی آزادی نصیب ہونی چاہیئے یا نہیں۔

جہاں تک مقدس بزرگوں کی بے حرمتی کا تعلق ہے یا خود خدا کے تقدس پر حملہ کرنے کا بھی تعلق ہے۔ قرآن کریم میں اس سلسلے میں بڑی واضح اور کھلی ہوئی غیر مبہم تعلیم موجود ہے۔ یہ وقت تھا کہ مسلمان اس تعلیم کو خوب کھول کر تمام دنیا کے سامنے پیش کرتے اور بتاتے کہ ایسی صورت میں قرآن کریم ہمیں کیا ہدایت دیتا ہے۔ اس کی بجائے جس قسم کے مظاہرے شروع کئے گئے یا جس قسم کے فتوے جاری کئے گئے۔

انہوں نے اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کیئے

اور اسلام کو پہلے سے بھی بڑھ کر بھیانک شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا موقعہ عطا کیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں میں قرآنی تعلیم کے متعلق جماعت کو بھی مطلع کرنا چاہتا ہوں۔ اور جماعت کی وساطت سے چاہتا ہوں کہ سب دنیا کے سامنے قرآنی تعلیم کے ان بنیادی حصوں کو خوب کھول کر پیش کیا جائے اور بتایا جائے کہ مقدس بزرگوں کی بے حرمتی ہو یا خدا تعالیٰ کی بے حرمتی ہو اس سلسلے میں قرآن کریم نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے اور کیا تہذیب سکھائی ہے قرآن کریم کی تین آیات کا میں نے اس موقعہ پر انتخاب کیا ہے۔ ایک یہ ہے :—

وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ٥ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ٥ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ٥ (سورۃ الکہف: آیات ۵ تا ۷)

ان آیات میں جو سورۃ کہف کی پانچویں اور چھٹی آیات ہیں۔ ان میں خدا تعالیٰ نے یہ مضمون بیان فرمایا کہ عیسائیوں نے اللہ تعالیٰ کے تقدس پر بہت بڑا حملہ کیا ہے اور وہ حملہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف ایک ایسا بیٹا منسوب کیا جو ایک عورت کے بطن سے پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ دیو مالائی مذاہب میں اس قسم کے تصورات ملتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے بہت سے بیٹے ہیں لیکن وہ بیٹے انسانی عورت کے بطن سے پیدا ہوئے بیان نہیں کئے جاتے۔ الا ماشاء اللہ یا اگر کئے جاتے تھے تو وہ ایک تاریخ کا حصہ بن چکے تھے لیکن عیسائی مذہب کا یہ عقیدہ جس نے دنیا میں پھیلنا تھا اور دنیا میں ایک بہت وسیع اثر اور رسوخ پیدا کرنا تھا۔ اس گستاخی کو اپنے رسوخ کے ساتھ ہر جگہ پھیلاتا چلا جاتا تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اس کا بہت سختی سے نوٹس لیا۔ فرمایا کہ

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ۔

تم تصور نہیں کر سکتے۔ بہت ہی بڑی بات ہے جو انہوں نے خدا کی گستاخی کی ہے کوئی معمولی گستاخی نہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف درحقیقت ازدواجی تعلقات منسوب کئے جا رہے ہیں کیونکہ

عورت کے بطن سے ایک انسان، خدا کا بیٹا

اس کے سوا کوئی تصور نہیں پیدا کرتا لیکن اس کے ساتھ یہ تو فرمایا کہ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا کہ جھوٹ کے سوا وہ کچھ نہیں کہتے مگر ان کی کوئی سزا تجویز نہ فرمائی۔ لیکن سب سے بڑا تقدس تو خدا کی ذات کا تقدس ہے۔ اس کے متعلق انتہائی گستاخی کا کلمہ قرآن کریم میں مذکور کرنے کے باوجود پھر اس کی سزا تجویز نہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ کے نتیجے میں انسان کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ خدا کے تقدس پر حملے کے نتیجے میں اس کو کوئی دنیاوی

سزا دے پھر انسان کا کیا ردّعمل ہونا چاہیئے۔ اس سے اگلی آیت میں اس ردّعمل کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے ردّعمل کے طور پر بیان فرمایا۔ فرمایا — فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا — کہ اگر یہ تیری باتیں سنکر نصیحت نہ پکڑیں، تیری ان باتوں کو نہ سمجھیں اور ایمان نہ لائیں تو خدا کی اس عظیم گستاخی پر جو یہ کر رہے ہیں کیا

تو اتنا دکھ محسوس کرے گا کہ اس غم میں اپنے آپکو ہلاک کرلیگا

پس ردّعمل جو بیان فرمایا گیا، اُس سے زیادہ قابل اعتماد اور تقلید کے قابل اور کوئی ردّعمل نہیں ہوسکتا اور وہ دل کا دکھ ہے اور اس دکھ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے وہ صالح اعمال ہیں جو اسلام کے اوپر حملہ کرنے والوں کا ہر میدان میں دفاع کرتے ہیں اور عمل صالح کا درحقیقت دل کے دکھ اور دل کے خلوص سے گہرا تعلق ہے پس یہ عظیم الشان عالمی جدوجہد جو عیسائیت کے خلاف یا ان کے بدعقائد کے خلاف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم نے جاری فرمائی، اس کا اس دکھ سے گہرا تعلق ہے۔

گستاخی کا ایک دوسرا نمونہ قرآن کریم نے خود عیسائیوں سے تعلق رکھنے کے سلسلے میں پیش کیا لیکن اس کا حملہ خدا پر نہیں بلکہ خود ان عیسائیوں پر تھا۔ عجیب ہے خدا کی شان اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کہ یہ دونوں نمونے عیسائیت سے تعلق رکھنے والے پیش کئے ہیں۔ ایک میں عیسائیت خدا کے تقدس پر حملہ آور ہو رہی ہے، دوسرے میں عیسائیت کے دشمن حضرت مسیح اور حضرت مریم کے تقدس پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور واقعہ ایک ہی ہے جس کی بناء پر یہ دونوں کہانیاں بنائی گئی ہیں۔ یہ بھی غلط اور وہ بھی غلط۔ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہونا بھی غلط اور حضرت مسیح کا — نعوذ باللہ — بغیر قانونی ولادت ہونا بھی غلط۔ اس دوسرے کفر کا اور دوسری گستاخی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا

(سورۃ النساء آیت ۱۵۷)

کہ خدا تعالیٰ نے جو یہود پر لعنت ڈالی ہے، اس لعنت کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ یہ ہے کہ

اُنہوں نے حضرت مریم پر بہت ہی بڑا بہتان باندھا

اور اس بہتان کے نتیجے میں حضرت مریم جو حضرت مسیح کی والدہ تھیں اور عیسائیوں کے نزدیک بہت ہی زیادہ عزت کے لائق ہیں، اُن کی ذات پر نہایت ناپاک حملہ کیا گیا ہے اور اس مزعومہ خدا کے بیٹے کی ذات پر بھی حملہ کیا جو دراصل مقدس وجود تھا اور خدا تعالیٰ کا ایک سچا رسول تھا۔ تو عظیم الشان قرآن کریم کا علم کلام ہے کہ یہ کہنے کی بجائے کہ چونکہ عیسائیوں نے خدا کی ذات پر حملہ کیا ہے تا اس لئے تم ان پر حملے کرو اور ان کو تکلیفیں پہنچاؤ اور ان کے دلوں کو دکھ دو۔ عیسائیوں کے دلوں کو دکھ دینے والوں کے خلاف آواز بلند کی اور فرمایا کہ کچھ ایسے ظالم ہیں جو خدا پر حملے کرتے ہیں اور کچھ ایسے ظالم ہیں جو خدا پر حملے کرنے والوں پر حملے کرتے ہیں۔ وہ دونوں حملے ناجائز ہیں۔ وہ دونوں حملے ناپاک ہیں اور سچائی کا یہ فرض ہے کہ ہر جگہ جہاں جھوٹ اور باطل نظر آئے وہاں اُس کے خلاف جہاد کا علم بلند کرے۔ پس یہ ہے قرآنی تعلیم اور ان دونوں جگہ میں آپ کو کہیں یہ مضمون دکھائی نہیں دے گا کہ چونکہ عیسائی خدا کی گستاخی کرتے ہیں، اس لئے نیاموں سے تلواریں نکالو اور اُن کے اوپر [illegible] آور ہو جاؤ اور ان کے سر تن سے جدا کردو یہودی عیسائیوں کے [illegible] تقدس

وجودوں اور خود تمہارے مقدس وجودوں کی گستاخی کرتے ہیں۔ اس لئے تم اُٹھو اور ان کے خلاف تلواریں نکالو اور ان پر حملہ آور ہو، ان کو دنیا کی ہستی سے نیست و نابود کردو، ان کے زندہ رہنے کا حق چھین لو کیونکہ انہوں نے ان وجودوں کے خلاف گستاخی کی ہے جن سے تم محبت کرتے ہو۔ جن کا تقدس تمہارے دل میں ہے۔ پھر ایک تیسری آیت میں قرآن کریم نے اس مضمون کی ایک عمومی شکل پیش فرمائی اور ایک غیر ممتند مسلمان کے ردّعمل کا ذکر فرمایا۔ یہ دو آیات ہیں۔ جن میں ایک ہی مضمون بیان ہوا ہے۔ ایک آیت ہے سورہ نساء آیت ۱۴۱۔ اس میں فرمایا:—

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۝

(سورہ النساء: آیت ۱۴۱)

اور خدا تعالیٰ نے تم پر اس کتاب میں یہ حکم نازل فرمادیا ہے بڑا ہی پُر شوکت اور پُر زور کلام ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس کتاب میں جو احکام کی کتاب ہے مسلمانوں کے لئے یہ حکم نازل فرمادیا ہے کہ جب بھی تم خدا تعالیٰ کی آیات کا انکار ہوتا ہوا سنو یا دیکھو کہ خدا تعالیٰ کی آیات سے تمسخر کیا جارہا ہے جیسا کہ

بعینہٖ اس وقت سلمان رشدی کی کتاب کا معاملہ ہے۔

تو کیا کرو۔ کیا یہ کرو کہ اس کے قتل کے فتوے دو یا معصوم اور لاعلم مسلمانوں کو بازاروں میں نکالکر گولیوں کا نشانہ بنواؤ۔ ہرگز نہیں۔ فرمایا: ایسی صورت میں تمہارے لئے یہ ردّعمل مقرر ہے — فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ — کہ اُن کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو لیکن ہمیشہ کی قطع تعلق پھر بھی نہیں کرنی۔ اگر وہ نصیحت پکڑ جائیں اور شرارتوں سے، ان دکھ کی باتوں سے باز آجائیں تو اس کے بعد پھر تم ان کے ساتھ بیٹھ سکتے ہو لیکن جب تک وہ اس ذلیل طرز عمل پر قائم ہیں۔ اور خدا تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی آیات کی گستاخی کرتے ہیں اور تمسخر سے کام لیتے ہیں، تمہیں ان کے پاس بیٹھنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور یہ بیٹھنے کی اجازت نہ دینا اپنی ذات میں ایک بہت بڑا حکیمانہ حکم ہے۔ کیونکہ اس کے دو نتیجے نکل سکتے ہیں یا تو کچا کمزور طبیعتیں اپنے پیاروں کے خلاف باتیں سنکر مشتعل ہو جاتی ہیں اور قوانین اور احکام کو پس پشت ڈالتے ہوئے قانون کو اپنے ہاتھوں لے کر بعض دفعہ ایسے ظالموں کو قتل تک کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہیں تو دنیا میں اس سے ہر طرف فساد پھیل سکتا ہے۔ دوسرے اپنی غیرت پر حملہ ہوتا ہے اور اگر انسان بیٹھا رہے اور ایسی باتیں سنتا رہے تو اس کی بے غیرتی اس کے ایمان کو ضائع کرسکتی ہے۔ پس دونوں صورتوں میں بلائیں ہیں۔ پس کیسی اعلیٰ اور ہمدردانہ تعلیم ہے اور کیسے انسان کے نفس کی اور انسان کے نفس سے دوسروں کے نفوس کی حفاظت کرتی ہے کہ جب یہ فرمایا کہ جب تم ایسی گستاخانہ باتیں سنو ایسی مجالس سے اُٹھ آیا کرو، وہاں مزید نہ بیٹھا کرو۔ اور جہاں تک اُن کی سزا کا تعلق ہے وہ خدا پر چھوڑ دو۔ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا — خدا تعالیٰ منافقوں کو بھی اور کافروں کو بھی، سب کو جہنم میں اکٹھا کرے گا۔ دوسری جگہ فرمایا:—

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ انعام : آیت ۶۹-۷۰)

فرمایا :- جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات میں بے لگام باتیں کرتے ہیں۔ بہکی ہوئی ایسی باتیں جن کا نہ سر ہے نہ پیر ہے اور یخوضون کے اندر ہر قسم کا تمسخر، ہر قسم کا مذاق، ہر قسم کی لغو باتیں شامل ہیں۔ تو فرمایا کہ جب اس قسم کی وہ باتیں کرتے ہیں — فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ — تلواریں نکال کر اُن کے قتل کے درپے نہ ہو جاؤ بلکہ ان سے الگ ہو جاؤ۔ ان سے بے تعلقی اختیار کرو۔ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ - یہاں پھر یہ شرط لگا دی کہ مستقل بے تعلقی اور مستقل بائیکاٹ کا حکم نہیں ہے بلکہ جب تک شریر اپنی شرارت پر قائم ہے، اس وقت تک اس سے قطع تعلق کرو۔ ہاں جب وہ دوسری باتوں میں بہکنے لگیں تو پھر ان کو بہکنے دو۔ دنیا کی باتوں میں بھی وہ لغو باتیں کرتے ہی رہتے ہیں لیکن اس معاملے میں تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں دینی معاملے میں تمہارا غیرت دکھانا فرض ہے اور غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی صورت میں اُن سے الگ ہو جاؤ — وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ — اگر تمہیں شیطان بھلا دے۔ پھر اس کے بعد اس نصیحت کے بعد تم نے ظالموں کے ساتھ کبھی بھی نہیں بیٹھنا۔

یہاں يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ سے پھر کیا مراد ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ کمزور طبیعتیں جو ان لغو باتوں کو سن کر زخمی ہو جاتی ہیں اور متاثر ہو جاتی ہیں، اُن کو بعد میں بھی ایسے لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت نہیں کیونکہ رفتہ رفتہ پھر ان کا ایمان بالکل ضائع ہو سکتا ہے۔ دلائل سے بھاگنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔

تمسخر اور ذلیل باتوں سے بھاگنے کی تعلیم دی گئی ہے

بھاگنے کی یعنی علیحدہ ہونے کی تعلیم دی گئی ہے اور جہاں تک ایسے لوگوں کے ساتھ سختی کرنے کا تعلق ہے یا ان کی زبانوں کو لگامیں دینے کا تعلق ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم کی اگلی آیت یعنی اس کے معاً بعد یہ فرماتی ہے۔ وَمَا عَلَى الَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ - کہ یاد رکھو! وہ لوگ جو خدا کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ایسے بدکاروں اور بے لگام لوگوں کا حساب اُن سے نہیں لیا جائے گا۔ اُن کے اوپر کوئی حرف نہیں ہے۔ وہ ہرگز ذمہ دار نہیں ہیں کہ یہ لوگ کیسی کیسی شیطانی باتیں کرتے ہیں تو جب ذمہ داری تمہاری نہیں ہے جب تم سے حساب نہیں لیا جائے گا تو پھر تم کیوں قانون کو اپنے ہاتھ میں لیتے ہو۔ وَلٰكِنْ ذِكْرٰى۔ ہاں ایک فرض تمہارا ضرور ہے کہ نصیحت کرو اور نصائح کے ذریعے ان کو سمجھانے کی جو کوشش ممکن ہے وہ اختیار کرو۔ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ - ہو سکتا ہے۔ بعید نہیں کہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔ پس جن کو قتل کرنے کا حکم ہے، ان کے متعلق یہ کہاں سے کہا جا سکتا ہے کہ نصیحت کرو۔ ہو سکتا ہے وہ تقویٰ اختیار کریں۔ انہیں تینوں آیات یا اہم آیات ہیں نہیں۔ قرآن کریم میں جہاں بھی آپ اس مضمون کو براہ راست یا اشارۃً موجود پائیں گے وہاں کسی ایک جگہ بھی

انسان کو یہ اختیار نہیں دیا گیا کہ وہ خدا یا خدا کے برگزیدہ بندوں کی گستاخی کرنے کے جرم میں ایسے لوگوں کو

خود سزائیں دیں بلکہ سزا کا معاملہ خدا تعالیٰ نے کلیتہً اپنے ہاتھ میں رکھا ہے

اور بار بار کھول کر یہ مضمون بیان فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو یہ طریق اختیار فرمایا، اس میں بہت بڑی حکمت ہے اور امن عالم کا انحصار اس بات پر ہے۔ انسانی سوسائٹی میں امن قائم کرنے اور فساد کے خطروں کو دور کرنے کے لئے یہ تعلیم نہایت ضروری تھی۔ وجہ یہ ہے کہ جہاں تک تقدس کا تعلق ہے، اس کے تصورات مختلف قوموں میں مختلف ہیں اور ہر قوم نے اپنے ذہن میں کچھ مقدس وجود بنا رکھے ہیں اور جہاں تک ان مقدس وجود کا تعلق ہے اُن کے اوپر حملے کا تصور بھی جدا جدا ہے۔ بعض جگہ تنگ نظری کا یہ عالم ہوتا ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے مقدس وجود کا تم نے نام لیا تو یہ بھی اُن کی تذلیل اور ان کی گستاخی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ہر انسان کو اپنے ذہن کے مطابق مقدس وجود کی بے حرمتی پر قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی اجازت دیتا تو ساری دنیا میں ہر طرف فساد پھیل جاتا۔ کوئی دنیا کا ایسا انسان نہیں جس کے مذہب کی رُو سے کسی دوسرے مذہب پر کوئی حملہ نہ ہوتا ہو اور بعض ایسے مذاہب ہیں جو اپنے احساسات میں اتنے تیز ہیں کہ حملہ نہ بھی ہو تو حملے کا تصور دیتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے انسانی سوسائٹی کو فساد سے بچانے کی خاطر یہ بین الاقوامی تعلیم دی اور یہ بین الاقوامی تعلیم آپ کو دنیا کے کسی اور مذہب میں نظر نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ کوئی اور مذہب بین الاقوامی نہیں تھا، نہ ہے۔ اور اسی مذہب کو یہ تعلیم عطا ہوئی تھی، اسی کو عطا ہوئی جس کو تمام عالم کے لئے بھجوایا گیا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ان تعلیمات کو کھول کھول کر مغربی اور عیسائی دنیا کے سامنے رکھا جاتا اور بتایا جاتا کہ تم ہمیں کیا تہذیب سکھانے نکلے ہو۔ تم تو خوشہ چین ہو اسلام کے اور ساری تعلیم کے نہیں صرف چند حصوں کے۔ جن باتوں کو تم نے آج اپنے زعم میں ترقی یافتہ زمانے میں جا کر ایک ترقی یافتہ تہذیب کی صورت میں پایا ہے قرآن کریم کی تعلیم کے لحاظ سے اُس میں بہت سے نقائص موجود ہیں اور تمہاری تعلیم ناقص ہے اور جو کچھ تم بتا رہے ہو، جو اچھا ہے وہ پہلے سے اسلام میں موجود ہے اور جو تمہارے پاس نہیں ہے وہ بھی اسلام میں موجود ہے اور تہذیب کے نام پر تم نے جو اصول پیش کئے ہیں، ان میں جو رخنے ہیں ان کی بھی قرآن کریم نے نشاندہی فرمائی ہے پس بنیادی بات یہی ہے کہ قرآن کریم دو دائروں کو الگ الگ کرتا ہے جسمانی دائرے کو الگ کرتا ہے اور کلام کے دائرے کو الگ کرتا ہے جو حملے جسمانی دائرے سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا جسمانی جواب دینے کی اجازت دیتا ہے۔ جو حملے کلام کے دائرے سے تعلق رکھتے ہیں ان کا کلام کے ذریعہ جواب دینے کی اجازت دیتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بدکلامی کرتا ہے یعنی خدا اور مقدس وجودوں کی بات نہیں۔ عام دنیا میں کسی انسان کے تعلق والے کے خلاف اس کے سامنے بدکلامی کرتا ہے تو عدل کی اعلیٰ تعلیم کے نقطۂ نگاہ سے فرمانا ہے کہ ایسا مظلوم اگر بے قابو ہو جائے اور کلام کے ذریعہ ویسی بات کرے تو ناپسندیدہ بات ہے اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حرف نہیں لیکن وہاں بھی یہ اجازت نہیں دی کہ وہ اس کے مقابل پر ہتھیار نکال لے اور اس کے قتل کے درپے ہو جائے یا اُسے کوئی جسمانی سزا دے۔ پس یہ دو الگ الگ دائرے ہیں۔ جہاں تلوار سے حملہ کیا گیا ہے وہاں تلوار سے جواب دینے کا مسلمان کو حق ہے بلکہ بعض صورتوں میں فرض ہو جاتا ہے اور جہاں زبان سے

یا قلم سے حملہ کیا گیا ہے وہاں زبان اور قلم سے جواب دینے کا نہ صرف حق ہے بلکہ یہ فرض ہو جاتا ہے۔ پس بجائے اس کے مغربی دنیا اسلام کو ایک قدیم جاہلانہ مذہب بنا کر دنیا کو دکھائے اگر زبان سے اس حملے کا جواب دیا جاتا۔ قرآن کریم کے دیئے ہوئے ہتھیاروں کو عمدگی سے استعمال کرتے ہوئے جوابی حملے کئے جاتے تو یہ ساری بازی الٹ سکتی تھی یہ جو جنگ ہے اس میں حکمت چاہیئے اور حکمت تو عام مادی جنگوں یعنی تلوار کی جنگوں میں بھی چاہیئے لیکن۔

خصوصیت سے کلام کی جنگ میں حکمت کا بڑا گہرا تعلق ہے

اس بات کا جائزہ لینے کی ضرورت تھی کہ مغرب کے پاس کون سے ہتھیار ہیں جن کے ذریعہ وہ آج اسلام پر حملہ آور ہوا ہے ہم کیوں ان ہتھیاروں سے اُن پر جوابی حملہ نہیں کر سکتے۔ جہاں تک گستاخی کا تعلق ہے وہ ہم نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ وجود جو ان کے ہاں مقدس ہے، وہ ہمارے ہاں بھی مقدس ہے اس لئے بڑی یکطرفہ سی جنگ بن جاتی ہے اور غیر متوازن جنگ بن جاتی ہے۔ اگر وہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہٖ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات پر حملے کرتے ہیں تو لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ۔ کا مضمون تو ہم پر صادر ہوتا ہے لیکن جوابی حملہ کرنے کی ہم کوئی جا نہیں پاتے کیونکہ

حضرت مسیحؑ اسی طرح ہمارے لئے مقدس ہیں

بلکہ بعض پہلوؤں سے زیادہ مقدس ہیں جس طرح عیسائیوں کے نزدیک ہیں اور حضرت مسیحؑ اپنی حقیقی شان میں ہم پر زیادہ روشن ہیں، ہم ان کی زیادہ معرفت رکھتے ہیں بہ نسبت عیسائی دنیا کے تھوڑا تیز کیسے۔

پس یہاں ایک غیر متوازن جنگ میں اور بھی زیادہ حکمت کی ضرورت ہے۔ آخر کس طرح ان باتوں کا جواب دیا جائے پہلی بات تو یہ ہے، جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں جماعت کو نصیحت کی تھی کہ اگرچہ یہ کتاب پڑھنا ایک شدید روحانی اذیت ہے لیکن بعض محققین اگر جواب دینے کی خاطر اس کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ ان کی مجبوری ہے۔ حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ۔ والا مضمون یہاں اس وجہ سے اطلاق نہیں پاتا کہ یہاں عالم اسلام کے دفاع کے لئے اور اسلام کی روحانی جہان کے دفاع کے لئے ایک تکلیف دہ کاروائی ضروری ہے جیسے میدان جنگ میں آپ جاتے ہیں تو تیر کسی بھی لگتے ہیں آپ زخم بھی کھاتے ہیں۔ جانیں بھی ضائع ہوتی ہیں مگر مجبوری ہے پس اس تکلیف کو خدا کی خاطر برداشت کرنا پڑے گا اور بعض علماء کو خصوصیت سے اس کتاب کا مطالعہ کر کے اس کا تجزیہ کرنا پڑے گا۔ ہر قسم کے الزامات کو الگ کرنا ہوگا۔ تاریخ اسلام کے حوالوں سے دیکھنا ہوگا کہ آیا کس الزام کی کوئی بنیاد موجود ہے یا نہیں خواہ وہ کتنی ہی کمزور بنیاد کیوں نہ ہو۔ اور کون سے الزامات ایسے ہیں جو محض فرضی ہیں۔ اُن کا حقیقت سے کوئی بھی تعلق نہیں، اور اس طرح ایک سلسلہ مضامین دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہونا شروع ہو جانا چاہیئے۔ جس میں

اس ناپاک کتاب کے گندے حملوں کو عقلی لحاظ سے اور حکمت کے لحاظ سے رد کر کے دکھایا جا

دوران کو بتایا جائے کہ تم جھوٹے اور بد دیانت لوگ ہو اور سوائے دکھ پہنچانے کے تمہارا اور کوئی بھی مقصد نہیں ہے ان تہذیبوں میں۔ چنانچہ وہ تہذیب کا جو لبادہ انہوں نے اوڑھا ہوا ہے

وہ تہذیب جو دراصل اسلام نے سکھائی ہے اس کا سارا لبادہ تو انہوں نے نہیں اوڑھا لیکن کسی نے ٹوپی اوڑھ رکھی ہے کسی نے پاجامہ پہن رکھا ہے کسی نے اور کوئی لباس کا ٹکڑا لیا ہوا ہے اور سارے اسلامی تعلیم کے خوشہ چیں ہونے کے باوجود جگہ جگہ سے ننگے بدن بھی ہیں۔ اس لئے پورے اسلامی فاخرانہ لباس میں ملبوس ہو کر، اسلامی تقویٰ کا لباس پوری طرح اوڑھ کر اور پہن کر اور زیب تن کر کے پھر آپ اس میدان میں مقابلے کے لئے نکلیں اور پھر دیکھیں کہ بفضلہ تعالیٰ کس طرح دشمن کو ہر حملے میں ناکام بنایا جا سکتا ہے۔

دوسرا پہلو ایسا ہے جو زیادہ تر حکومتوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلامی حکومتوں کو ایسے موقعے پر غیرت دکھانی چاہیئے اور ناپسندیدگی کا اس رنگ میں اظہار کرنا چاہیئے کہ جس سے ان کو محسوس ہو کہ یہ قوم باغیرت ہے اور ان حملوں کو برداشت نہیں کرے گی لیکن اس کی ناپسندیدگی کا اظہار اس طرح یہ ہے کہ ہم لوگ اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے اور دنیا کو دھوکہ نہیں دے سکتے۔ اس وقت ناپسندیدگی کا جو اظہار ہے ایران کے ہاتھوں میں ہتھیار تھمانے والی بات ہے اور یہ دنیا کو اس کی وجہ سے دھوکہ دے رہے ہیں یہاں تک کہ روس تک پہنچے ہیں۔ جاپان تک پہنچے ہیں کہ خمینی نے قتل کا جو فتویٰ دیا ہے اس کے خلاف احتجاج کرو۔ یہ شاید پہلی دفعہ واقعہ ہوا ہے کہ ایک قتل کے فتویٰ پر جو دراصل مذہبی حیثیت کا فتویٰ ہے اور ایک ایسا فتویٰ ہے جس کی خود اس مذہب میں جس کی طرف وہ فتویٰ منسوب کیا جا رہا ہے کوئی بھی بنیاد نہیں۔ مگر اس کے نتیجے میں یورپ کے ۱۲ ممالک نے

اس ملک کا بائیکاٹ کر دیا ہے

اور صدر بُش (امریکہ) کا اعلان آیا ہے کہ ہم پوری طرح یورپ کی اس معاملے میں پُشت پناہی کرتے ہیں اور ان کے سفیروں نے روس پر بھی اثر ڈالا اور روس کو بھی اس بات پہ آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ ایران سے قطع تعلق کر لیں۔ یہاں تک کہ ملائیشیا پر بھی اپنے اقتصادی تعلقات کی بناء پر یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی کہ مسلمان ملک ہوتے ہوئے وہ خمینی کے خلاف ردّ عمل دکھائیں اور اس فتوے کے نتیجے میں اپنے سفیر وہاں سے واپس بلائیں۔ جاپان تک پہنچے اور جاپان کو بھی اس بات پہ قائل کرنے کی کوشش کی گئی کہ ایسی صورت میں جاپان اپنے سفیر ایران سے واپس بلا لے تو یہ سارے ملکوں کا اسلام کے خلاف متحد ہو جانا اگرچہ سیاست کے نام پہ ہے لیکن کوئی آنکھ ایسی نہیں جو یہ نہ پہچان سکتی ہو کہ

اس کے پیچھے درحقیقت اسلام کی نفرت کار فرما ہے

یا ایران کی نفرت کار فرما ہے تو اس نفرت نے جس جگہ اپنا سر اٹھایا ہے وہاں اس [illegible] سر کے اٹھانے کے نتیجے میں ساتھ ہی اسلام کے اوپر بھی حملہ ہو جاتا ہے یعنی یوں کہنا چاہیئے کہ ایران کی نفرت اور اسلام کی نفرت نے گویا کہ ایک اجتماع کر لیا ہے اور اگر ایران کے خلاف نفرت کا اظہار کریں اور دوست مسلمان ممالک پوچھیں تو ان کو یہ کہا جا سکتا ہے کہ دیکھو ہم تو اسلام کے خلاف بالکل نہیں ہیں۔ ہم تو ایران سے اپنے بدلے اتار رہے ہیں اور اگر دوسرے اپنے دوست ممالک بات کریں تو ان سے کہیں کہ دیکھیں! ہم نے تو اسلام پر حملہ کرنے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور اس طرز عمل کا تیسرا فائدہ انہوں نے یہ اٹھایا کہ سلمان رشدی کی کتاب کو

کتاب کی غلاظت سے توجہ اس رنگ میں ہٹائی کہ گویا یہ تو ایک ثانوی سی بات ہے۔ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ ایک معمولی سی بات ہے۔ اصل واقعہ تو یہ ہے کہ سلمان رشدی کے خلاف قتل کا فتویٰ دے دیا گیا ہے اور مسلمان مظاہرے کر رہے ہیں یہاں تک کہ ایران نے برطانیہ کو یہ پیشکش بھی کی کہ تم کھلم کھلا اس کتاب کو CONDEMN کرو۔ اس کے خلاف نفرت کا، مذمت کا اظہار کرو تو پھر بھی ہمارے تعلقات دوبارہ بحال ہو سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کتاب کی مذمت کا ہم اعلان نہیں کریں گے یعنی تمام دنیا کو یہ کہہ رہے ہیں — یہاں آکر بات کھل جاتی ہے کہ دراصل اس موضوع پر اصل جھگڑا یہ ہے کہ خمینی کے اس فتویٰ کے خلاف مذمت کا اظہار ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے۔ خمینی کے اس فتویٰ کے خلاف تمام دنیا کو مذمت کرنی چاہیئے۔ یہ ان کا مطالبہ ہے اور جب کہا جائے کہ جس خباثت کی وجہ سے خمینی نے یہ حرکت کی، اس کی مذمت کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے تو کہتے ہیں زبان کی اور قلم کی اور ضمیر کی آزادی ہے۔

اگر آزادی ہے تو مذمت کرتے ہوئے تمہاری زبانوں پہ کیوں تالے پڑ جاتے ہیں۔ ایک بے حیائی کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور پھر اس کی مذمت نہیں کرتے۔ یہاں پہنچ کر اسلام کی دشمنی ظاہر ہو جاتی ہے جو میں مضمون بیان کر رہا ہوں، ایک فرضی الزام نہیں ہے جو ان پہ لگایا جا رہا ہے۔ ان کا طرز عمل کھول کر بتا رہا ہے کہ محض سیاسی دشمنی نہیں ہے بلکہ

اسلام کی دشمنی بھی اس ساری صورتحال میں کارفرما ہے

ایسی صورت میں ان سے کیا سلوک ہونا چاہیئے۔ جس قسم کے ہتھیاروں سے کوئی دشمن حملہ کرتا ہے اس قسم کے ہتھیاروں کا استعمال نہ صرف قرآن کریم سے جائز ثابت ہے بلکہ ضروری ہو جاتا ہے۔

اس وقت مغربی دنیا کے ہاتھ میں دو بڑے ہتھیار ہیں۔ جن کو یہ اپنے مدمقابل کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ ایک ہے

عالمی رائے عامہ

کو اپنے حق میں اور دوسرے کے خلاف استعمال کرنا اور دوسرا ہے

اقتصادی دباؤ۔

چنانچہ جب بھی یہ کسی ملک کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہیں تو آپ پڑھتے ہوں گے کہ اقوام متحدہ وغیرہ میں یہ کوششیں کی جاتی ہیں کہ اس کا اقتصادی بائیکاٹ کیا جائے۔ یہ جو دو ہتھیار ہیں، یہ ان کے نزدیک مہذب ہتھیار ہیں۔ ان کے خلاف آواز نہیں بلند کی جا سکتی۔ ان دو ہتھیاروں کو کیوں عالم اسلام استعمال نہیں کرتا۔ بجائے اس کے کہ معصوم، مظلوم مسلمانوں کو گلیوں میں نکال کر ان کو بھیڑ بکریوں کی طرح خود اپنے ہاتھوں سے قتل کرو اور ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ جس دشمن نے حملہ کیا ہے، اس دشمن کے خلاف نبرد آزما ہو اور انہیں ہتھیاروں کو اس کے خلاف استعمال کرو جن ہتھیاروں کو وہ خوب استعمال کرنا جانتا ہے اور آج بھی استعمال کر رہا ہے۔

پس سلمان رشدی کی اس کتاب کے نتیجے میں جو عالمی رائے عامہ مسلمانوں کے حق میں ہو سکتی تھی، ہمارے غلط ردّعمل کے نتیجے میں وہ ساری عالمی رائے عامہ اب ان لوگوں کے حق میں ہو گئی ہے۔ یعنی ظلم کرنے والے تو یہ ہیں اور مظلوم بننے والے بھی یہ ہیں۔ آج ساری دنیا ان کے پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر — اگر ساری دنیا نہیں تو دنیا کا ایک کثیر حصہ اور طاقتور حصہ ان کے پروپیگنڈے سے متأثر ہو کر یہ نتیجہ نکال رہا ہے کہ مسلمان ظالم ہیں اور مغربی ممالک مظلوم ہیں۔ کیونکہ آزادیٔ ضمیر کے جہاد کا معاملہ ہے اور اس معاملے میں مسلمان آزادیٔ ضمیر کو کچلنے کے درپے ہیں جبکہ مغربی دنیا اس کی حفاظت کر رہی ہے اور کتاب کا گند اور غلاظت اور ناجائز حملہ اور

ایک ارب سے زائد مسلمانوں کے دلوں کو کچلنے کے لئے

اڑا دینا ایسے ظالمانہ حملے سے،

ان کے نزدیک اس چیز کی کوئی بھی اہمیت نہیں رہی۔ مسلمان ممالک کے پاس دولت ہے۔ اگر وہ چاہیں تو اقتصادی حملے کے ذریعے بھی جواب دے سکتے ہیں اور رائے عامہ کے میدان میں بھی ان سے بڑی قوی جنگ لڑ سکتے ہیں۔ ایسے ایسے لکھنے والے یہاں موجود ہیں جن کو اگر ان کے وقت کی اور قلم کی قیمت دی جائے اور بات سمجھائی جائے تو خود انہی کے اخبار ان کی آواز کو دبا نہیں سکتے۔ بڑے بڑے اعلیٰ پایہ کے مصنفین مغربی دنیا میں موجود ہیں جو سمجھدار بھی ہیں۔ اگر عربوں کی تیل کی دنیا، ان لوگوں سے تعلق پیدا کرتی اور فوری طور پر جوابی کارروائی کے لئے ان کو لکھنے پر آمادہ کرتی اور اس معاملے پہ خرچ کرتی تو ہرگز بعید نہیں تھا کہ رائے عامہ کے میدان میں ایک دفاعی جنگ بڑی شدت کے ساتھ شروع ہو جاتی۔ کتابیں لکھائی جا سکتی تھیں۔ اخباروں سے جو طاقتور اخبار ہیں، ایسے تعلقات قائم کئے جا سکتے ہیں اقتصادی دباؤ کے نتیجے میں کہ وہ اخبار خود مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ کو خوب عمدگی کے ساتھ وضاحت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کرتے۔ دنیا کے معاملات میں سیاست کے معاملات میں لوگ اخبارات سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور بعض دفعہ ان کو خرید بھی لیتے ہیں اگر وہ تعاون نہ کریں۔ یہیں انگلستان ہی کی بات ہے کہ انیسویں صدی کے آخر پر ۱۸۸۸ یا اس کے لگ بھگ ہندوستان کے ایک پارسی کو خیال آیا کہ میں انگلستان کی پارلیمنٹ کا ممبر بنوں وہ چونکہ بڑے اچھے مقرر، بہت اچھے لکھنے والے تھے اور انہیں کی یونیورسٹیوں کے پڑھے ہوئے تھے تو ان کا خیال تھا کہ میرے علم سے متأثر ہو کر یہ لوگ ووٹ دیں گے اور میں جیت جاؤں گا۔ اپنے متعلق ان کی یہ حسن ظنی درست تھی لیکن یہ وہم غلط تھا کہ یہ قوم ان کو یہ کرنے دے گی کیونکہ آج کل تو ایسی باتیں عام ہیں لیکن اس زمانے میں یہ سوچنا کہ انگلستان کی پارلیمنٹ میں ایک ہندوستان کا کالا نمائندہ بن جائے، یہ ایک بہت بعید کی بات تھی۔ چنانچہ نتیجہ یہ نکلا کہ جب انہوں نے اپنے الیکشن میں کھڑے ہونے کا اعلان کیا تو تمام اخبارات نے ان کی خبروں کا بائیکاٹ کر دیا کوئی بھی خبر شائع نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ وہ بہت بڑے دولتمند گھر تھا یعنی پارسیوں کا وہ گھر جسے اس وقت ان کا نام ذہن میں نہیں لیکن بہت دولتمند لوگ تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ

انگلستان کا سب سے زیادہ چھپنے والا اور با اثر اخبار خرید لیا جائے

چنانچہ وہ ایک اخبار کے پاس پہنچے اور اس کو کہا کہ تمہارے جتنے حصے بکتے ہیں تو ہم حاضر ہیں، خریدار نے کے لئے۔ اتنے حصے خرید لئے سارا اخبار نہیں خریدا وہ بھی تاجر لوگ تھے کہ جس کے نتیجے میں بورڈ آف ڈائریکٹرز میں ان کو اکثریت حاصل ہو گئی چنانچہ اس دن کے بعد اس اخبار نے مسلسل ان کے حق میں لکھنا شروع کیا اور ان کی خبریں دینی شروع کیں۔ نتیجہ یہ نکلا کہ سترہ ووٹوں پہ یہ جیت گئے اس زمانے میں اس کا اتنا شدید ردّعمل ہوا کہ ہندوستانی اگر ہم سے یہ حرکت کر جائے۔ ہماری پارلیمنٹ کا ممبر ہمارے علی الرغم بن جائے اخبار خرید کر، انہوں نے یعنی جو مخالف امیدوار تھے وہ آپیل کیا اور کہا کہ ووٹوں کی گنتی میں غلطی ہوئی ہے اس لئے دوبارہ گنے جائیں

چنانچہ عدالت نے بڑی احتیاط کے ساتھ جب دوبارہ ووٹ گنے تو اتنا کہ ۲۰ کی بجائے ۲۲ ووٹوں کی اکثریت حاصل ہوئی تو دنیا کی خاطر، اپنے سیاسی مفادات کی خاطر لوگ یہ حرکتیں کرتے ہیں اور یہ جائز ہیں۔ ان میں کوئی برائی نہیں۔ دنیا کا کوئی معقول آدمی ایسی طرز عمل پر حملہ نہیں کر سکتا۔ باقی ممالک تو چھوڑیں۔ سعودی عرب کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ چاہے تو سارے انگلستان کے اخبار خرید لے اور اس کو پتہ بھی نہ لگے کہ میری دولت میں کوئی کمی آئی ہے۔ اتنا روپیہ ہے کہ اپنے سود سے وہ ان کے اخبار خرید سکتا ہے اور اتنی رقم قائم کر سکتا ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ اقتصادی قومیں ہیں، اقتصادی مفادات کے پیچھے چلنے والی قومیں ہیں۔ جو مرضی دوسرے محرکات ہوں اگر اقتصادی فوائد ان محرکات کے مقابل پر زیادہ اہم دکھائی دیں تو یہ لازماً اقتصادی مفادات کی پیروی کرنے والے لوگ ہیں۔

تو سعودی عرب اگر چاہے تو آج بھی یہ کر سکتا ہے۔

مغربی ممالک کے بڑے بڑے اخبار خرید سکتے اور ان میں مسلمان رشدی والے کیس کے متعلق اسلام کے حملوں کے جواب شروع کر سکتے اور دنیا کو بتا سکتے کہ یہ سب دھوکہ بازی ہو رہی ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اسلام پر نہایت ظالمانہ حملہ کیا گیا ہے اور حملے کی وہ زبان بے شک نہ شائع کی جائے لیکن جس طرح کہ میں نے بیان کیا ہے، ہر اس پہلو سے جس پہلو سے انہوں نے اسلام پر حملہ کیا ہے، ایک جوابی کاروائی کی جا سکتی ہے اور مؤثر جوابی کاروائی کی جا سکتی ہے لیکن حالت یہ ہے کہ بد قسمتی سے آج عالم اسلام مختلف حصوں میں بٹا ہوا ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات پر حملے کی غیرت بھی ان کو اکٹھا نہیں کر سکتی۔

چونکہ ایران کے امام خمینی صاحب نے ایک غلط فتویٰ دیا، اس سے یہ نتیجہ تو نہیں نکالا جا سکتا کہ اس سارے معاملے کو ہی ان کا ذمہ چھوڑ دیا جائے لیکن ان کے مقابلے میں مغرب تو ایک ایسی متحدہ کاروائی کر سکتا ہے کہ یورپ کے ۱۲ سفیر آن واحد میں واپس بلا لئے جاتے ہیں اور امریکہ ان کی پشت پناہی کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور کھلم کھلا اعلان کرتا ہے، کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ اس سے عالم اسلام کے دلوں پر کیا اثر پڑے گا اور یہاں حال یہ ہے کہ چونکہ خمینی نے یہ فتویٰ دے دیا ہے۔ بجائے اس کے اس فتوے کو رد کر کے دیگر معاملات میں ان کے ساتھ ہونے کا اعلان کرتے اور کہتے کہ تم نے اگر خمینی پر اس وجہ سے کوئی حملہ کیا تو ہم اس معاملے میں خمینی کے ساتھ ہوں گے کیونکہ اگر یہ سیاست کی جنگ ہے تو پھر سیاسی طور پر ہماری دنیا مسلمانوں کی دنیا سے الگ نہیں کی جا سکتی اور اگر یہ مذہبی حملہ ہے تو مذہبی طور پر ہم ویسے ہی مسلمان ہیں۔ تم جانتے ہو کہ اسلام کی غیرت ہمیں ایسی جگہ اکٹھے کئے ہوئے ہے جہاں سے ہم کسی قیمت پر الگ نہیں کئے جا سکتے مگر افسوس کہ اس معاملے میں بعض عرب ممالک نے نہایت ہی نامناسب ردعمل کا اظہار کیا ہے۔

اس وقت مجھے وہ واقعہ یاد آگیا جو تاریخ اسلام میں سنہری حروف سے لکھنے کے لائق ہے۔ ایک موقعہ پر شمال شام کی طرف سے (مجھے اب معین یاد نہیں کہ کس سرحد سے لیکن شمال سرحد کی بات ہے) عیسائی طاقتوں نے حضرت علیؓ کی حکومت پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ اس زمانے میں امیر معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان آپس میں شدید اختلافات تھے۔ اس لئے اس زمانے کی عیسائی طاقتوں نے یہ سمجھا کہ اگر ہم حضرت علیؓ کی حکومت پر حملہ کریں گے تو معاویہؓ اگر ان کے خلاف ہمارے ساتھ شامل نہ بھی ہو تب بھی ان کے حق میں کوئی کاروائی نہیں کرے گا چنانچہ ایک لمبے عرصے تک مسلمانوں کی شمالی سرحدوں پہ مخالفانہ فوجوں کا اجتماع ہوتا رہا۔ جب امیر معاویہؓ کو اس بات کی اطلاع ملی تو انہوں نے قیصر روم کے نام ایک خط لکھا اور اس خط میں لکھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ علیؓ کی حکومت کو کمزور سمجھتے ہوئے تم نے علیؓ کی حکومت پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ معاویہؓ کی علیؓ سے دشمنی ہے۔ اس لئے معاویہؓ اس صورت میں علیؓ کی مدد کو نہیں آئے گا لیکن خدا کی قسم! تمہارا یہ خیال جھوٹا ہے۔ یہ عالم اسلام کی عزت کا معاملہ ہے علیؓ پر اگر تم نے اس حملے کی جرأت کی تو وہ سپاہی جو علیؓ کی طرف سے لڑنے والے ہوں گے، ان میں

صف اوّل پہ معاویہؓ کھڑا ہوگا۔

اور معاویہؓ کی ساری طاقتیں علیؓ کی خدمت میں پیش کر دی جائیں گی (تاریخ اسلام حصہ دوم صفحہ ۴۶ مصنفہ مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی)

یہ اتنا عظیم الشان خط تھا اور اتنا اس کا رعب طاری ہوا کہ کسی لڑائی کی نوبت نہیں آئی اور دشمن نے فیصلہ کیا کہ وہ عالم اسلام جو اپنے سیاسی مقاصد میں اور مذہبی مقاصد میں اس طرح متحد ہو سکنے کی طاقت رکھتا ہے، اس پر کوئی حملہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔ آج افسوس اکہ تاریخ کے اس سنہری باب کو بھلایا جا رہا ہے۔ آج مسلمانوں کی اندرونی دشمنیاں اس بات کی راہ میں حائل ہو گئی ہیں کہ اسلام کے خلاف شدید ترین اور غلیظ ترین حملوں کے مقابل پر بھی وہ اکٹھے ہونے سے انکار کر رہے ہیں۔

پس ایک ایسی عالمی مشاورت کے بلانے کی ضرورت ہے جو خواہ مکہ یا مدینہ میں بلائی جائے یا اسلام آباد پاکستان میں بلائی جائے یا ایران میں بلائی جائے یا دنیا کے کسی اور خطے میں بلائی جائے۔ کوئی بلانے والا ہو اور کوئی وہ مقام ہو جہاں اکٹھا ہونے کی دعوت دی جائے۔

آج خدا اور محمد مصطفےٰؐ کی غیرت کا تقاضا ہے

کہ تمام عالم اسلام لبیک لبیک کہتے ہوئے اس مقام پر اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے اکٹھا ہو جائے اور یہ فیصلہ کرے کہ کس طرح ہم نے حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حرمت اور عزت کا دفاع کرنا ہے اور اس راہ میں جو بھی تعلیم قرآن کریم نے ہمیں دی ہے، اس تعلیم کے اندر رہتے ہوئے دفاع کرنا ہے، اس سے ایک قدم باہر نکال کے دفاع نہیں کرنا۔

پھر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قرآن کریم کی تعلیم نہایت جامع و مانع ہے۔ اس رنگ میں آپ کو دفاع کی ہدایت دیتی ہے کہ دشمن نے جو ہتھیار اپنا رکھے ہیں وہ دشمن کے ہاتھ سے چھینے جائیں گے جس طرح تلواروں کے مقابلے میں تلوار کے بعض دھنی اس طرح حملہ کرتے ہیں کہ دوسروں کے ہاتھ کی تلوار ہاتھ سے چھٹک کے گر جایا کرتی ہے۔ یہ رائے عامہ کی جو تلوار انہوں نے اٹھا رکھی ہے اگر آپ قرآنی حکمت کے دائروں میں رہتے ہوئے جوابی کاروائی کریں تو ان کے ہاتھ سے یہ

تلوار چھٹک کے گر جائیگی

آپ آج دیکھتے نظر آتے ہیں۔ قرآن کی طاقت سے یہ تلوار آپ کے ہاتھ میں تھمائی جائیگی اور دنیا کی ساری رائے عامہ کو آپ مرعوب اور مجبور کر سکتے ہیں یہ بات ماننے پر کہ اسلام مظلوم ہے اور اسلام کے خلاف جو دشمن حملہ آور ہیں

اٹھانا کہ ان غلطوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسلامی تعلیم کے اندر رہتے ہوئے یہی وہ سارے عالم اسلام کی طاقت ہے لیکن اسلامی تعلیم سے باہر نکل کر اور بکھر کر انفرادی طور پر وہ جوابی کاروائیاں کرنا جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ یہ جوابی کاروائیاں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں ایسی جوابی کاروائیوں سے دشمنی کو مزید اور پھر مزید اور پھر مزید طاقت ملتی چلی جائے گی اور آپ زیادہ دنیا میں خود بھی بدنام ہوں گے اور اسلام کو بھی بدنام کریں گے اور قرآن کو بھی بدنام کریں گے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی بدنامی کا بھی موجب بنیں گے۔ اس لئے قرآن ایک جامع مانع کتاب ہے۔ ایک کامل شریعت ہے۔ ایک اتمام نعمت ہے۔ اس کامل شریعت، اسی اتمام نعمت سے فائدہ اٹھائیے اور قرآن کی حدود کے اندر رہتے ہوئے قرآنی ہتھیاروں کو ہاتھوں میں تھام کر آج اپنی غیرت کا مظاہرہ کریں۔

بعض عیسائی پادریوں نے جن میں یہ شرافت کا بیج ہے اور شرافت کی خوشبو ہے انہوں نے یہاں تک اعلان کیا ہے کہ ہم پینگوئن سیریز کی کوئی کتاب بھی آئندہ کبھی نہیں خریدیں گے۔ یہ ایسا گندا اور ناپاک حملہ ہے اس حملے کے دفاع میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آزادی ضمیر کے حق کو استعمال کیا گیا۔

آزادئ ضمیر کے حق کا ناجائز اور نہایت ناپاک اور بہیمانہ استعمال کیا گیا ہے۔

اس لئے آزادیٔ ضمیر کے حق کو تلوار سے تو نہ کاٹیں لیکن اس حق کو پامال کرنے والے کو اس طرح دنیا کے سامنے ننگا کر دیں اور اس طرح اس کی خامیوں کو اچھال کر دنیا کے سامنے پیش کر دیں کہ بجائے اس کے کہ وہ معصوموں پہ داغ لگا سکے، اُس کے جسم کا، اس کے دل کا، اس کی فطرت کا داغ داغ دنیا کے سامنے ننگا ہو کر باہر آ جائے۔ یہ وہ طریق ہے جس کے مطابق عالم اسلام کو جوابی کاروائی کرنی چاہئے اور میں امید رکھتا ہوں کہ احمدی جہاں جہاں بھی اثر و رسوخ رکھتے ہیں وہ اس ساری صورت حال کو جس رنگ میں میں ان کو سمجھا رہا ہوں، اس طرح اور کھول کھول کر، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں دنیا کے سامنے پیش کریں گے اور جہاں جہاں حکومتوں میں کسی جگہ بھی احمدیوں کا اثر اور نفوذ ہے کسی رنگ میں۔ بعض ایسے بھی احمدی ہیں جو سعودی عرب میں ڈاکٹر ہیں، سرجن ہیں اور چونکہ چھوٹے پاکستانی ملاں کی نگاہ وہاں تک نہیں۔ اس لئے وہ وہاں کام کر رہے ہیں۔ چونکہ وہ بااخلاق ہیں اور اپنے فن میں بڑی مہارت رکھتے ہیں اس لئے تمام طاقتور شہزادے ان کی عزت کرتے ہیں علم کے باوجود کہ وہ احمدی ہیں، ان کو کوئی تکلیف نہیں تو یہ خیال نہ کریں کہ آپ کمزوروں کی ایک جماعت ہیں جن کا کوئی اثر نہیں۔ احمدی اپنے اخلاق کی طاقت سے، اپنے کردار کی عظمت کی طاقت سے دنیا میں بہت نفوذ رکھتا ہے۔ امریکہ میں بھی بڑے بڑے لوگوں پر احمدی اپنے اخلاق اور کردار کی طاقت سے نفوذ رکھتے ہیں اور اقتدار رکھتے ہیں اور اسی طرح دنیا کی بڑی بڑی حکومتوں میں جہاں جہاں احمدیوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں، اس کا بھی سوواں حصہ ہوگی، وہاں بھی بعض احمدی اپنی عظمت کردار کی وجہ سے ایک اثر رکھتے ہیں تو اس سارے اثر کو اسلام کے حق میں اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے حق میں استعمال کریں اور دنیا میں ایک شور مچا دیں۔ وہ شور جو ان کی آوازوں کو مزید بلند کرنے کا موجب نہ بنے۔ بلکہ ان کی آوازوں کو اس طرح دبا دینے کا موجب بنے کہ کسی بے غیرت کو بھی اسلام پر آئندہ حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

ایک اور پہلو اس مضمون کا یہ ہے جس سے مجھے بہت تکلیف ہے کہ مسلمان علماء بھی اور بعض سیاسی لیڈر بھی جذبات کو ابھار کر بعض مسلمان عوام کو جو لاعلم ہیں، جن کو پتہ نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں، ان کو گلیوں میں نکال لیتے ہیں اور خود اپنے ہی اہل ملک کے سپاہیوں کی گولیوں کا نشانہ بناتے ہیں۔ ایسے واقعات اسلام آباد میں بھی ہوئے، کراچی میں بھی ہوئے، بمبئی میں بھی ہوئے دوسرے ملکوں میں بھی ہوئے اور بہت سے مسلمان بھی جو اس دینی غیرت کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ یہ درست ہے کہ اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا اس قسم کے بیہودہ اور خطرناک ردعمل کی اجازت نہیں دیتا لیکن یہ بھی درست ہے کہ جن لوگوں نے اپنی جانیں فدا کیں، ان کو ان باتوں کا کوئی علم نہیں۔ ان میں اکثریت بالکل معصوم ہے۔ اور صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی غیرت پر حملہ ہوتے ہوئے انہوں نے اپنے لئے زندہ رہنا پسند نہیں کیا۔ وہ گلیوں میں چلنے والے عام غریب لوگ اور مزدور لوگ تھے لیکن حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دین کی غیرت رکھنے والے تھے۔ جب مولویوں نے انہیں کہا کہ آج دین کی غیرت تمہیں بلا رہی ہے۔ آج محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز تمہیں بلا رہی ہے تو جو کچھ ان کے پاس تھا یعنی ننگی چھاتیاں، وہ لے کر میدان میں نکل آئے اور گولیوں کا نشانہ بنائے گئے۔ ان کے پسماندگان کا کوئی پرسان حال نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی مشرق کی بدنصیبی اور بدقسمتی ہے کہ ان کے لیڈر عوام کو اکساتے ہیں اور اپنے مقاصد کے خواہ وہ سچے ہوں یا جھوٹے ہوں، ان کے حصول کی خاطر ان سے قربانیاں لیتے ہیں۔ اور جب یہ قربانی کے میدان میں جانوروں کی طرح مارے جاتے ہیں اور گلیوں میں گھسیٹے جاتے ہیں تو ان کی اولادوں کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ ایسا ہے جس میں ہمارے مشترک آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور احترام کا تعلق ہے۔ آپ کی محبت اور غیرت کا تعلق ہے اس لئے ہر جگہ

جماعت احمدیہ کو میں ہدایت کرتا ہوں،

کہ جہاں جہاں ایسے لوگ شہید ہوئے ہیں جو اس نام پر شہید ہوئے ہیں اگرچہ وہ غلط تعلیم معلوم کرنے کے نتیجے میں شہید کئے گئے لیکن وہ ان کے گھروں تک پہنچیں، معلوم کریں کہ ان کا کیا حال ہے، کوئی ان کا پرسان حال بھی ہے کہ نہیں اور اگر یہ معلوم کریں کہ اقتصادی لحاظ سے ان کی امداد کی ضرورت ہے تو جماعت تحقیق کے بعد فوری طور پر مجھے رپورٹ کرے کہ ہندوستان میں یا پاکستان میں یا دوسری جگہوں پہ کتنے ایسے مظلوم مسلمان ہیں جن کے پسماندگان کا کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عاشق ایک جماعت ہے جو ضرور ان کا حال پوچھے گی اور آپ کی راہ میں شہید ہونے والوں کے پسماندگان کو ذلیل نہیں ہونے دیا جائیگا۔ خدا ہماری وسعتیں بڑھائے اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احترام کی خاطر جس قربانی کا عہد کر چکے ہیں، ہمیں اب اس عہد پر پورا رہنے کی توفیق بخشے میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری توفیق کو بڑھاتا رہے گا۔ اور اپنے فضل سے ہمیں یہ توفیق عطا فرمائے گا۔ کہ ان غریبوں، معصوم بچوں، ان یتیموں، ان بیواؤں کی خبر گیری کریں اور اپنے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر ان کی خبر گیری کریں جو دنیا میں سب سے بڑھ کر یتیموں کی خبر گیری کرنے والا تھا۔ جو کائنات میں سب سے بڑھ کر یتیموں کا والی تھا۔ جن کا کوئی دیکھنے والا نہیں تھا، ان کا دیکھنے والا ہمارا آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس لئے آج آپ کی عزت اور آپ کی محبت اور آپ کے عشق کا تقاضا ہے کہ وہ جنہوں نے آپ کی راہ میں جانیں دی ہیں اُن کے ہم ہی تو دیکھنے والے ہوں اور ہم ہی ان کے دیکھنے والے ہوں گے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دائمی ازلی اٹوٹ محبت رکھتے ہیں۔ کوئی دنیا کی طاقت اس محبت کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

منقولات

مسلمانوں نے اپنے غلط ردِّ عمل سے

اسلام کو مزید نقصان پہنچایا ہے۔ مرزا طاہر احمد

لندن (نمائندہ جنگ) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ سلمان رشدی کی شیطانی کتاب اسلام کے خلاف ایک سازش ہے انہوں نے کہا کہ یہ کوئی انفرادی خباثت نہیں ہے کیونکہ سلمان رشدی کوئی مذہبی آدمی نہیں وہ خود اس بات کو تسلیم کرتا ہے اسے مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں سلمان رشدی نے یہ کتاب لکھ کر اپنے ایمان کا نہیں اپنی روح کا سودا کیا ہے انہوں نے کہا کہ مزید غور کی بات یہ ہے کہ تمام صحافیوں میں سے صرف سلمان رشدی کو کیوں انتخاب کیا گیا اور کیچڑ اچھالا گیا اس کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ مغرب کی ایران کے ساتھ بے انتہا دشمنی چل رہی ہے کیونکہ ایران نے اس کے سامنے سر نہیں جھکایا اور مغرب کی بالا دستی کو تسلیم نہیں کیا اس بات کو مغرب نے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیا ہوا ہے اور وہ ہر چیز کو معاف کر سکتے ہیں مگر خمینی کو معاف نہیں کر سکتے مرزا طاہر نے کہا کہ میرے نزدیک گو امام خمینی غلطی خوردہ ہیں کہ انہوں نے اسلام میں جبر و تشدد کو تسلیم کیا ہوا ہے مگر ان کے کردار میں دوغلا پن نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں خاص طور پر مسلمان دانشوروں کو نشانہ بنایا گیا ہے تاکہ ایران کے مسلمانوں کو تکلیف ہو مگر یہ تمام عالم اسلام کا مسئلہ ہے اور باقی مسلمان حکومتوں کو بھی نہایت حکمت کے ساتھ اس دلآزار کتاب کے خلاف آواز بلند کرنی چاہیئے تبھی انہوں نے حکومت برطانیہ پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا اس حکومت کا ردِّ عمل نہایت غیر متوازن ہے انہوں نے سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف تو ایک لفظ نہیں کہا مگر یہ شور ضرور مچایا کہ امام خمینی کا اعلان آزادی تحریر و تقریر کے منافی ہے اور اس طرح نہ صرف تمام یورپی ممالک بلکہ امریکہ بھی سلمان رشدی کی حمایت میں اکٹھے ہو گئے یہاں تک کہ ایران سے سفارتی تعلقات توڑ لیئے گئے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان کے اپنے ملک میں احمدیوں کو قتل کرنے کا اعلان کیا گیا تو کوئی کارروائی نہیں کی گئی کسی برطانوی سیاستدان نے سلمان رشدی کی کتاب کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں کہا تاکہ مسلمانوں کی دلجوئی ہو وہاں آزادی تحریر کی غلط تعبیر کرتے ہوئے اس غلاظت کے حق میں بیانات دیئے اگر پارلیمنٹ میں آزادی تحریر و تقریر پر کچھ قیود ہیں تو ایسی ہی قیود مذاہب کے دائرے میں بھی ہونی چاہئیں اگر آزادی تحریر و تقریر ان کو اتنی ہی پیاری ہے تو پھر صرف عیسائیت کو کیوں قانونی تحفظ دیا گیا ہے انہوں نے مسلمانوں کے ردِّ عمل پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ نادانی سے انہوں نے اپنے غلط ردِّ عمل سے اسلام کو مزید نقصان پہنچایا ہے اور کتاب کی شہرت میں خواہ مخواہ اضافہ کیا ہے مرزا طاہر احمد نے کہا کہ کتاب کو جلانا یا گالیاں دینا صحیح ردِّ عمل نہیں ہے۔

(روزنامہ جنگ لندن ۸ار فروری ۱۹۸۹ء)

رمضان المبارک میں فدیۃ الصیام کی ادائیگی

از محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان

جماعت مؤمنین کے لئے ایک بار پھر ان کی زندگیوں میں رمضان المبارک آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اس ماہ صیام کی برکات سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ ان کے روزے اور دیگر عبادات مقبول ہوں۔

رمضان شریف کے مبارک مہینے میں ہر عاقل و بالغ اور صحت مند مسلمان مرد اور عورت کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ روزے کی فرضیت ایسی ہی ہے جیسے دیگر ارکان اسلام کی۔ البتہ جو مرد و عورت بیمار ہو نیز ضعف پیری یا کسی دوسری حقیقی معذوری کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کو اسلامی شریعت نے فدیۃ الصیام ادا کرنے کی رعایت دی ہے۔ اصل فدیہ تو یہ ہے کہ کسی غریب محتاج کو اپنی حیثیت کے مطابق رمضان المبارک کے روزے کے عوض کھانا کھلایا جائے۔ اور یہ صورت بھی جائز ہے کہ نقدی یا کسی اور طریق سے کھانے کا انتظام کر دیا جائے تاکہ وہ رمضان المبارک کی برکات سے محروم نہ رہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فرمان کے مطابق تو روزہ داروں کو بھی جو استطاعت رکھتے ہوں۔ فدیۃ الصیام دینا چاہیئے۔ تاکہ اس کے روزے قبول ہوں اور جو کمی کسی پہلو سے ان کے اس نیک عمل میں رہ گئی ہے۔ وہ اس زائد نیکی کے صدقے پوری ہو جائے۔

پس ایسے احباب جماعت احمدیہ بھارت جو مرکز سلسلہ قادیان میں جماعتی نظام کے تحت اپنے فدیۃ الصیام کی رقوم مستحق غرباء اور مساکین میں تقسیم کروانے کے خواہش مند ہوں وہ ایسی جملہ رقوم "امیر جماعت احمدیہ قادیان" کے پتہ پر ارسال فرمائیں انشاء اللہ ان کی طرف سے اس کی مناسب تقسیم کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور سب کے روزے اور دیگر عبادات قبول فرمائے۔ آمین

اعلانات نکاح

قادیان۔ ۱۱ر مارچ ۱۹۸۹ء۔ آج مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں حسب ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

(۱) :- عزیزہ مبارکہ نسرین صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال آمد قادیان کا نکاح ہمراہ عزیزم شمیم احمد صاحب ابن مکرم سیٹھ مہر دین صاحب سکندر آباد۔ حق مہر گیارہ ہزار روپے صرف۔

(۲) :- عزیزہ امۃ الشکور روزی صاحبہ بنت مکرم سلیم احمد ناصر صاحب ساکن قادیان کا نکاح ہمراہ عزیز وسیم احمد صاحب ابن مکرم سیٹھ مہر دین صاحب آف سکندر آباد۔ حق مہر مبلغ گیارہ ہزار روپے صرف۔ مکرم سیٹھ مہر دین صاحب نے اس مبارک موقعہ پر پانچ صد روپے اعانت بدر میں ادا فرمائے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۳) :- عزیزہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ بنت مکرم میر نذیر احمد صاحب آف سکندر آباد کا نکاح ہمراہ عزیزم محمد خالد عارف صاحب ابن مکرم محمد صادق عارف صاحب درویش مرحوم۔ حق مہر مبلغ آٹھ ہزار ایک سو ایک روپیہ صرف۔

(۴) :- عزیزہ اسماء طیبہ صاحبہ بنت مکرم شعیب احمد صاحب ساکن شہر تحصیل و ضلع پونہ۔ مہاراشٹر کا نکاح ہمراہ عزیز مجیب احمد صاحب ابن مکرم سیٹھ محمد عبد الغفور صاحب ساکن یتہ گنٹہ ضلع محبوب نگر آندھرا پردیش۔ حق مہر مبلغ پانچ ہزار ایک سو ایک روپیہ صرف۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان رشتوں کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت فرمائے۔ اور متعلقین کو اپنے بے شمار فضلوں اور انعامات سے نوازے۔ آمین

(ادارہ بدر)

خطبہ جمعۃ المبارک

وقت تھوڑا ہے ہم نیکیاں تو زیادہ نہیں کر سکتے لیکن نیکیاں کرنے کی حسرتیں لے کر اس گیٹ میں داخل ہوں گے

تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ غفور رحیم خدا ہے کہ وہ آپ سب کی زندگی ان برکتوں سے بھر دے گا

اور ان نیکیوں کی بھی جزا دے گا جن کی حسرتیں لیکر آپ اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہوں گے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۰ امان/مارچ ۱۹۸۹ء ۱۳۶۸ ہش بمقام مسجد فضل لندن

مکرم منیر احمد صاحب جاوید مبلغ سلسلہ دفتر پی. ایس لندن کا یہ قلمبند کردہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر شکریہ کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ آل عمران کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی :-

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ (سورۃ آل عمران : ۷۷-۷۸)

اور فرمایا :-

۲۳ر مارچ ۱۹۸۹ء یعنی اسی سال کو جماعت احمدیہ انشاء اللہ اگلی صدی میں یعنی جماعت احمدیہ کے قیام کی اگلی صدی میں داخل ہو چکی ہوگی اور آج کے جمعہ اور اس دن کے درمیان صرف ایک اور جمعہ باقی ہے۔

جوں جوں یہ وقت قریب آرہا ہے ہر احمدی کا دل پہلے سے زیادہ جذبات اور احساسات کے ساتھ دھڑک رہا ہے۔ کئی قسم کے خیالات دلوں میں پیدا ہو رہے ہیں۔ کئی قسم کی سوچیں اُبھر رہی ہیں۔ کئی قسم کے امتحانات ہیں جو سب احمدی اپنے اپنے رنگ میں خود اپنے اوپر لے رہے ہیں اور محسوس ہو رہا ہے کہ ایک بہت ہی اہم وقت آنے والا ہے۔ بعض دفعہ انسان تصوراتی رنگ میں ایسے مناظر کو یوں بھی سوچتا ہے کہ جیسے کوئی بہت بڑا گیٹ لگا ہو جس میں سے ایک عظیم الشان قافلہ گذرنے والا ہو۔ وقت کا دریچہ تو کوئی گیٹ نہیں ہوا کرتا لیکن تصور میں انسان اپنے روزمرہ کے تجربوں سے انہیں اصطلاحوں میں سوچ لیتا ہے۔ تو مجھے بھی اس طرح سوچتے ہوئے یہ محسوس ہوا کہ جیسے ایک بہت ہی عظیم الشان گیٹ ہے جس میں سے احمدیت کا یہ عظیم قافلہ گذرنے والا ہے اور یہ اب چند قدم کے فاصلے پہ رہ گیا ہے۔

اس اہم موقعہ پر جس طرح احمدی اپنے آپ کو سجانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس بات کے متعلق مجھے ہر طرف سے خط آرہے ہیں اور دُنیا کے ہر ملک سے خط آرہے ہیں۔ کسی نے کوئی عہد باندھا ہے کسی نے کوئی۔ کسی نے اپنی بعض برائیاں دور کرنے کا فیصلہ کیا ہے کسی نے بعض خوبیاں اپنانے کا فیصلہ کیا ہے غرضیکہ ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں اپنے اپنے حالات کے مطابق سجاوٹ کی کوشش کر رہا ہے۔ اس پر میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ جب دُنیا میں عظیم الشان بادشاہ بعض عظیم الشان بادشاہوں کے مہمان بنتے ہیں تو سارے ملک میں ایک ہیجان برپا ہو جاتا ہے اور ان بادشاہوں کے استقبال کے لئے بہت بڑے بڑے گیٹ لگائے جاتے ہیں اور جو لوگ ان بادشاہوں کے ساتھ داخل ہوتے ہیں وہ بھی بن سج کر داخل ہوتے ہیں اور وہ گیٹ بھی بڑے خوبصورت اور بڑے عظیم الشان ہوتے ہیں جو ان بادشاہوں کے استقبال کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح چھوٹے پیمانے پر جب کوئی بڑا مہمان کسی شہر میں داخل ہو تو شہروں کے سامنے بھی گیٹ لگائے جاتے ہیں اور ان کو سجایا جاتا ہے۔ اور داخل ہونے والے بھی بہت حد تک توفیق پاتے ہیں بن سج کر ہی ان گیٹوں سے گذرتے ہیں۔ پھر باراتیں ہیں خواہ وہ غریب کے گھر آئیں خواہ امیر کے گھر آئیں ان کا بھی اسی طرح استقبال کیا جاتا ہے۔ امیر آدمی زیادہ قیمتی زیادہ بڑے زیادہ بڑا کر کے قمقموں سے روشن گیٹ لگاتے ہیں اور غریب آدمی اگر اور کچھ میسر نہیں تو ایک کیلے کا تنا کاٹ کر یا مانگ کر اسی سے اپنے گیٹ بنا لیا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح باراتوں کا حال ہے۔ امیروں کی باراتیں زیادہ بن سج کر آتی ہیں اور غرباء کی باراتیں نسبتاً کم سج کر گذرتی ہیں۔ لیکن سجاوٹ کا تصور گیٹوں میں داخل ہونے کے ساتھ اس طرح منسلک ہے کہ ایک تصور سے دوسرا تصور خود بخود پیدا ہو تا ہے۔

جماعت احمدیہ جس گیٹ میں داخل ہونے والی ہے وہاں تو ابھی ہماری پہنچ ہی نہیں ہے۔ وقت کے لحاظ سے بھی ہماری پہنچ نہیں اور اس لحاظ سے بھی کہ وہ ایک تصوراتی گیٹ ہے، ہم آگے بڑھ کر اسے سجا نہیں سکتے۔ اگر وقت سے پہلے پہنچ کر خود اپنے استقبال کی تیاری کی کوشش کریں تب بھی ہمیں علم نہیں، ہماری استطاعت نہیں ہے کہ اس تصوراتی اور نظریاتی گیٹ کو کیسے سجایا جا سکے۔

اس موضوع پر غور کرتے ہوئے قرآن کریم کی ایک آیت میرے ذہن میں آئی جس میں خدا تعالیٰ نے اسی قسم کا ایک نقشہ کھینچا ہوا ہے۔ جہاں فرمایا کہ :-

"خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" (سورۃ الاعراف: آیت ۳۲)

کہ اے مومنو! تم ہر سجدہ گاہ میں اپنی زینت یعنی ساتھ لے کر جایا کرو۔ اور جہاں تک مسجدوں کا تعلق ہے قرآن کریم میں کوئی آیت مجھے ایسی نظر نہیں آئی، جس میں مسجدوں کے سجانے کا ذکر ہو۔ اُن کے پاک اور صاف رکھنے کا تو ذکر ہے لیکن اُن کے سجانے کا کوئی ذکر نہیں ملتا تو بظاہر یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے ان دونوں باتوں میں توازن نہیں ہے کہ یہاں تم ہو۔ خدا کے گھر آ رہے ہو لیکن زینتیں اپنی ساتھ لے کے آنا اور یہی تمہارا استقبال ہوگا اور یہی تمہاری سجاوٹ ہوگی۔ پھر جب میں نے مزید اس مسئلے پر غور کیا تو قرآن کریم کی اس آیت کے نتیجے میں یہ گتھی سلجھی اور مجھ پر حقیقت روشن ہوئی کہ قرآن کریم ہمیں کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔

مسجدوں کا ایک ظاہر ہے۔ وہ ظاہر اگر سجایا جائے تو ہر کس و ناکس کے لئے برابر سجاوٹ ہوگی۔ ایک بدکار آدمی بھی مسجد میں داخل ہوتا ہے اور ایک پاکباز آدمی بھی داخل ہوتا ہے۔ ایک ایسا انسان بھی داخل ہوتا ہے کہ جس نے اپنے اعمالِ صالحہ کے ساتھ بد اعمالیوں کو بھی شامل کیا ہوا ہے اور ایک ایسا بھی داخل ہوتا ہے جو خدا کی نظر میں صالح ٹھہرتا ہے۔ پھر ایک شہید بھی ایسی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ ایک صدیق بھی ایسی مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات ایک نبی بھی ایسی مسجد میں داخل ہو رہا ہوتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے ظاہری سجاوٹ کو استقبال کی نشانی بنایا ہوتا تو وہ ظاہری سجاوٹ تو ہر کس و ناکس کے لئے ہر چھوٹے اور بڑے کے لئے، ہر متقی اور غیر متقی کے لئے ایک قدر مشترک بن جاتی گویا سب کا ایک ہی طرح استقبال ہو رہا ہے۔ انسان کی تو مجبوری ہے۔ وہ تو فرق نہیں کر سکتا۔ وہ تو یہ نہیں کہہ سکتا کہ بارات میں صرف دولہا اس گیٹ سے داخل ہو اور باقی سب لوگ حسبِ مراتب نسبتاً چھوٹے چھوٹے گیٹوں سے داخل ہوں اور جو ساتھ بیچارے ملازم داخل ہیں ان کے لئے گندے تنکوں کے گیٹ بنائے جائیں۔ ایسا تو کوئی انسان نہیں کر سکتا، نہ ایسی بات انسان کو زیب دیتی ہے۔ لیکن خدا تو ایسا یہ فرق کرنا چاہتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ سمجھایا کہ یہ انسانی اور نظر آنے والی گیٹ اور یہ سجاوٹیں جو مسجدوں میں لگائی جاتی ہیں۔ یہ تمہارے بس سے باہر ہیں، تمہارے اختیار میں نہیں ہیں کہ تم ایسی سجاوٹیں کر سکو اور اگر کرو گے تو پھر تم سب اس میں برابر کے شریک ہو جاؤ گے۔ اس لئے تم مہمان ہو اور میں تمہارا میزبان ہوں۔ میرا گھر ہے جس میں تم آ رہے ہو اس لئے میں ہر ایک سے حسبِ مراتب کے مطابق سلوک کروں گا۔ تمہاری زینتوں کو دیکھا جائیگا کہ تمہاری اس مسجد میں کتنی قدر ہونی چاہیئے۔ تم اپنی قیمت خود بڑھانے والے ہوگے اور جتنی اپنی تمہارت اونچی کرتے چلے جاؤ گے، اتنا ہی اس میزبان کو زیادہ قدر دان پاؤ گے۔ اس وقت مجھے سمجھ آئی کہ کیوں ایک ہی مسجد میں بظاہر کتنا اس قسم کی مسجد تھی یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مسجد جس میں کوئی سجاوٹ نہیں تھی، بارش ہوتی تھی تو چھت ٹپکتی تھی اور بسا اوقات سجدوں میں زمین کو چھونے والی پیشانیاں کیچڑ سے لتھڑ جایا کرتی تھیں

اس مسجد میں بھی زینت کا ایک روحانی انتظام موجود تھا

اور ہر شخص کی زینت کے مطابق اس سے سلوک ہو رہا تھا۔ اس مسجد میں بارات کے دولہا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے اور پھر آپ کی متابعت میں درجہ بدرجہ صدیق بھی تھے۔ شہید بھی تھے۔ صالح بھی تھے گویا ایک عظیم الشان بارات تھی، جس کا ہر پانچ مرتبہ روزانہ فرشتے مسجد میں استقبال کیا کرتے تھے۔ اُن کے لئے زینتیں سجائی جایا کرتی تھیں۔ وہ خدا کا کام تھا۔ اور وہ نظر آنے والی زینتیں نہیں تھیں۔

پس یہ گیٹ یعنی صدی کا گیٹ، اس میں جب ہم داخل ہو رہے ہیں تو اگرچہ ہم اپنے سامنے کسی سجے ہوئے گیٹ کو نہیں دیکھ رہے۔ ہم میں سے ہر ایک خود اپنے آپ کو سجانے میں مصروف ہے۔ لیکن اس تصوراتی گیٹ میں جس لمحے داخل ہوگا، اس کو اپنے ماحول میں گرد و پیش کوئی ایسی خوبصورت سجاوٹ کی عمارت یا گیٹ دکھائی نہیں دیں گے جس سے اس کو محسوس ہو کہ گویا میری خاطر یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جو پانچ وقت آپ کی سجاوٹ کے مطابق آپ کے ساتھ زینت کا سلوک فرماتا ہے، حسن و احسان کا جلوہ دکھاتا ہے اور ہر نمازی کو اس کے تقویٰ کے مطابق ہر مسجد میں جب وہ داخل ہوتا ہے، عزت دی جاتی ہے۔ اسی کا نام مراتب کا درجہ بدرجہ بڑھنا ہے۔ اسی طرح اب جب ہم اس گیٹ میں داخل ہونے والے ہیں،

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعت میں سے ہر فرد بشر پر خدا کی نظر ہوگی، اس کے ساتھ یقیناً عزت کا سلوک کیا جائے گا۔ یقیناً اُس کے ساتھ احترام کا سلوک کیا جائے گا۔ خدا کے فرشتے اس کے احترام کے لئے حاضر ہوں گے

اور وہ خدا کی نمائندگی کریں گے

لیکن کس کو کتنا احترام ملنا ہے، کس کی کیسے عزت افزائی کی جائے گی۔ کس سے کتنا پیار کا سلوک ہوگا۔ اس کا فیصلہ ہم میں سے ہر ایک کے اپنے ہاتھ میں ہے پس جتنے دن باقی رہ گئے ہیں ان دنوں کو دعاؤں کے ساتھ، تقویٰ کے ساتھ بسر کرنے کی کوشش کریں اور خوب غور کریں کہ کونسی ایسی بدیاں ہیں جنہیں ابھی تک آپ جھاڑ نہیں سکے، جو ابھی تک بلائیں بن کر آپ کے ساتھ چمٹی ہوئی ہیں اور کونسی ایسی خوبیاں ہیں جو آپ کی پہنچ میں موجود ہونے کے باوجود آپ سے دور ہیں، آپ ان کی طرف ہاتھ بڑھا سکتے ہیں۔ ہر نیکی ہر انسان کی پہنچ میں ہے ورنہ ان نیکیوں کو ہم پر لازم نہ کیا جاتا۔ پس جب میں کہتا ہوں کہ آپ کی پہنچ میں ہیں تو مراد یہ ہے کہ آپ کی تخلیق میں خدا تعالیٰ نے یہ بات ودیعت فرما دی ہے کہ آپ اُن سب نیکیوں کو حاصل کریں جن کا قرآن کریم ذکر فرماتا ہے۔ اور جو ہمیں سنت میں ملتی ہیں۔ درجہ بدرجہ کس حد تک ہم اس نیکی کو حاصل کر سکیں گے۔ اس کا بھی ہماری خلقت سے ایک تعلق ہے اور اپنی استعدادوں سے باہر نکل کر ہم اپنی نیکیوں کو بڑھا نہیں سکتے لیکن استعدادوں تک پہنچنا ہم پر فرض فرمایا گیا ہے۔

ہم اس بات کے مکلّف کئے گئے ہیں کہ ہمیشہ کوشش کرتے رہیں کہ نیکیوں کے حصول میں اپنی استعدادوں کی آخری حد تک پہنچ جائیں۔

یہی ہماری تکمیل ہے۔ ورنہ خدا کے سوا اور کوئی انسان کبھی کامل بن ہی نہیں سکتا۔ پس اس پہلو سے جو تھوڑا وقت رہ گیا ہے

اس میں مزید غور کریں۔ فکر کریں۔ اپنی فکر کریں، اپنے اہل و عیال کی فکر کریں۔ اپنے بچوں کی فکر کریں، اپنے دوستوں کی فکر کریں اور محبت اور پیار کے ساتھ اُن کو بھی سمجھانے کی کوشش کریں اور اُن کی گندگیاں بھی دُور کرنے کی کوشش کریں۔

یہ دو مضمون ہیں جن کا ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ انسان کلیۃً پاک اور صاف ہو جائے اور سب بدیوں کو چھوڑ دے، تبھی اس میں سجاوٹ پیدا ہو گی۔ ہمارے ہاں پنجاب میں تو بعض غریب قوموں میں یہ بھی رواج ہے کہ عورتیں شادی پر جاتی ہیں تو پرانی شلوار اور نیا دوپٹہ پہنا ہوا، یا نئی قمیض پہنی ہوئی اور اس پر پھٹی پرانی شلوار یا جسم کا کوئی اور کپڑا ایک نیا ہو گیا، ایک پرانا ہو گیا اور ان کو یہ عجیب نہیں لگتا۔ اس لئے عجیب نہیں لگتا کہ وہ جانتی ہیں کہ ہماری توفیق ہی اس سے زیادہ ہے نہیں۔ اگر ہمیں ایک نئے دوپٹے کی توفیق ہے تو یہی ہماری سجاوٹ ہے۔ پس اس توفیق کو مذہب میں بھی پیشِ نظر رکھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ بندے سے ایسی زیادتی نہیں کرتا کہ اگر اس میں کسی خاص لمحے میں یہ توفیق نہیں ہے کہ وہ کامل طور پر پاک و صاف ہو کر پھر خوبیوں کو اختیار کرے تو اس کو کلیۃً رد فرما دے۔ تبھی قرآن کریم میں واضح طور پر یہ فرمایا گیا کہ خدا کے بعض ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے نیک اعمال کو بد اعمال کے ساتھ اکٹھا کیا ہوا ہے[1] اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے چاہے تو ان کو معاف فرما دے، چاہے تو ان کا مؤاخذہ کرے، لیکن بحیثیت مجموعی ان کو رد نہیں کیا جائے گا۔ پھر خدا تعالیٰ یہ دیکھے گا کہ کس نے کس بدی کو توفیق پانے کے باوجود ترک نہیں کیا تھا۔ کس نے کس نیکی کو توفیق پانے کے باوجود اختیار نہیں کیا تھا اور یہ مضمون اتنا باریک ہے اور اتنا تہہ بہ تہہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نظر اس مضمون کی تہہ تک نہیں پہنچ سکتی مگر ہو گا اسی قسم کا واقعہ، جس قسم کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ کچھ ایسے لوگ بھی جن کے اعمالِ سیئہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ رل مل گئے ہیں، وہ بھی یقیناً خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بخشے جائیں گے اور ان کو بھی اعزاز کے ساتھ جنت کے دروازوں میں قبول کیا جائے گا۔

پس یہ جو گیٹ ہمارے سامنے سج رہا ہے یعنی تصوراتی گیٹ۔

یہ ایسا تصوراتی بھی نہیں جیسا کہ ہم اپنے اظہارِ خیال کے معاملے میں مجبوراً اس کو تصوراتی کہتے ہیں۔ اور کوئی لفظ ہمیں ملتا نہیں مگر ایسا تصوراتی بھی نہیں، یقیناً یہ ایک ایسا روحانی گیٹ ہے جس میں خدا اور اس کے فرشتے ہمارے منتظر ہیں۔ اور نئی صدی میں داخل ہونے والا یہ قافلہ ایک خاص نظر سے دیکھا جائے گا اور ہم میں سے ہر ایک سے اس کی حیثیت اور اس کی توفیق کے مطابق اعزاز کا سلوک کیا جائے گا۔ خدا نہ کرے کہ کچھ ایسے بھی ہوں جو اس دروازے پر رد کر دیئے جائیں۔ وہ وقت کے لحاظ سے تو بظاہر آگے گزر جائیں لیکن اس گیٹ میں سے گزرنے کی اُن کو اجازت نہ ملے۔ ایسا دُنیا میں بھی ہوا کرتا ہے کہ وقت کے لحاظ سے، زمین کے لحاظ سے ایک آدمی آگے گزر جاتا ہے لیکن جو گیٹ مقرر ہے اس سے اُسے نکلنے کی اجازت نہیں ملتی۔ کھیلوں میں بھی ایسا ہوتا ہے۔ گول کی جگہ مقرر ہے۔ فٹ بال ہزار مرتبہ دائیں اور بائیں سے آگے نکل جائے اُس کے کوئی بھی معنی نہیں۔ وہی فٹ بال عزت کا مقام پاتا ہے اور اس وقت ایک گول کے طور پر لکھا جاتا ہے کہ اس فٹ بال کے ذریعہ گول ہو گیا جو کھمبوں کے بیچ سے گزرتا ہے تو خدا نہ کرے کہ ایسا ہو کہ ہم میں سے بہت سے بدقسمت ایسے بھی ہوں جو وقت کے لحاظ سے تو آگے نکل جائیں لیکن خدا کے فرشتے اُس کو یا ان کو اس گیٹ سے نہ گزرنے دیں جو روحانی لحاظ سے خاص طور پر اس موقعہ پر سجایا گیا ہے لیکن

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ہر احمدی کوشش کرے گا تو یقیناً اس کے ساتھ حُسن و احسان کا سلوک کیا جائے گا۔ عفو کا سلوک کیا جائیگا مغفرت کا سلوک کیا جائے گا لیکن یہ عہد ضروری ہے

کہ میں اپنے آپ کو پہلے سے بہتر بنانے کی کوشش کروں گا اور یہ عہد خاص طور پر اس لئے ضروری ہے کہ ہم اگلی صدی کے سر پر کھڑے ہونے والے ہیں۔ اور آئندہ آنے والی ساری صدی کی جو مسافت پھیلی پڑی ہے، اس پر آپ لوگ اثر انداز ہوں گے گویا کہ ایک سو سال آپ کو بادشاہی عطا کی گئی ہے۔ آپ کی نسلوں نے اگلی صدی میں اسلام کی عظیم الشان خدمتیں کرنی ہیں یا بعض لوگوں نے ان خدمتوں سے محروم رہ جانا ہے پس اس موقعہ پر جو قافلہ بھی یہ سعادت پا رہا ہے کہ وہ صدی کے سر کا قافلہ بنے اس میں آپ شامل ہیں اور اس پہلو سے غیر معمولی اہمیت حاصل ہو چکی ہے۔ پس اس رنگ میں سر جھکاتے ہوئے تقویٰ کے ساتھ اور اس ارادے کے ساتھ داخل ہوں کہ جو کمزوریاں ہم دور کر سکے ہیں وہ اللہ کا فضل تھا۔ جو ہم نہیں دور کر سکے وہ ہماری اپنی شامت اعمال سے تھا آئندہ پوری کوشش کے ساتھ ان بدیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں گے اور اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھیں کہ جو خدا کے ساتھ عہد کئے جاتے ہیں وہ پوچھے جاتے ہیں۔ کوئی آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ اچھا پھر ہم عہد ہی نہیں کرتے لیکن یہ ایسی بات نہیں ہے جو اس کے بس میں ہے۔ ایک عہد تو وہ ہے جو آج آپ کر رہے ہیں یا پہلے کر چکے ہیں یا کل کرنے والے ہوں گے کہ میں اپنی یہ کمزوری دور کروں گا۔ وہ بھی ایک عہد ہے، اس کی بھی ایک اہمیت اور عظمت ہے لیکن ایک عہدِ بیعت ہے جو دراصل خدا تعالیٰ سے کیا جاتا ہے اور وہ عہد ہے جو اصل اور حقیقی عہد ہے جس کے اندر ساری نیکیوں کا اختیار کرنا شامل ہے اور ساری بدیوں کو ترک کر دینا شامل ہے پس بظاہر آپ بالارادہ اس روحانی گیٹ سے داخل ہونے سے پہلے کوئی عہد خدا سے باندھیں یا نہ باندھیں۔ اگر آپ مؤمنین کی جماعت میں شامل ہیں تو وہ عہد تو آپ باندھ چکے ہیں اب آپ بے اختیار ہیں۔ اس لئے

یاد رکھیں کہ جو عہد خدا سے باندھا گیا ہے اس عہد کو نبھانا ہمارا فرض ہے۔

اس عہد کو نبھانے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہم سب پر لازم ہے۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ عہد جو ہے یہ مسئول ہے۔ اس عہد کے متعلق تم ضرور پوچھے جاؤ گے پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اس دور میں اس عہدِ بیعت کی تجدید کی جس کا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعہ اسلام

---

[1] سورۃ التوبۃ : آیت نمبر ۱۰۲

میں آغاز ہوا تھا تو اس میں یہ الفاظ رکھے کہ

میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اور میں اپنے تمام پچھلے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور آئندہ ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔

یہ جو "بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا" ہے یہ ایک بہت ہی حکیمانہ کلام ہے۔ وہ اس لئے کہ اگر یہ عہد ہوتا کہ میں ہر قسم کے گناہوں سے بچوں گا تو یہ ایک ایسا عہد ہوتا جسے قبول کرنے کی شاید کسی میں کبھی ہمت نہ ہوتی کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ میں ہر قسم کے گناہوں سے ہمیشہ بچ جاؤں گا اور اگر ایسا کوئی عہد رکھا ہی نہ جاتا تو پھر گویا سب کو کھلی چھٹی ہو جاتی کہ پچھلے گناہوں کی بخشش مانگنا ہمارا کام رہ گیا ہے۔ گناہ کرتے چلے جائیں بخششیں مانگتے چلے جائیں یعنی وہی بات ہوتی کہ

رات پی زمزم پہ مے اور صبح دم
دھوئے دھبے جامۂ احرام کے

جامۂ احرام کے دھبے دھوتے چلے جائیں اور پھر رات کو مے بھی پیتے چلے جائیں۔ اسی قسم کی ایک زندگی بنتی تو یہ دیکھئے کتنے خوبصورت الفاظ ہیں! کمزوروں کو حوصلہ دلانے والے اور صاحب عزم لوگوں کو ہمیشہ ان کا عہد سامنے رکھنے والے اور عظیم مقامات جن کی طرف انہوں نے آگے بڑھنا ہے وہ ان کے پیش نظر رکھنے والے ہیں۔ یہ عہد کیا ہے کہ میں تمام عمر جب تک میں زندہ رہوں گا، گناہوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر انسان گناہوں سے بچنے کی واقعتہً کوشش کرتا رہے تو خدا تعالیٰ ضرور توفیق عطا فرما دیتا ہے کہ وہ گناہوں سے بچ جائے۔ لیکن بہت سے ایسے گناہ ہیں جن میں انسان گناہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اس کا بس نہیں چلتا اور اچانک کبھی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو روشنی ملے تو وہ جاگ اٹھتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ہاں میں کیا کر رہا ہوں۔ ورنہ لمبا اوقات وہ یہی سمجھتا ہے کہ میں گناہوں سے بچنے کی کوشش میں زندگی خرچ کر رہا ہوں۔ اس لئے یہ شعور بیدار کرنے کا وقت ہے خوب اچھی طرح اپنے حالات پر غور کریں اور دیکھیں کہ کیا واقعی آپ کوشش کر رہے ہیں کہ نہیں کر رہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہزار مرتبہ انسان پر ایسے وقت آتے ہیں جب وہ مالی معاملات میں بددیانتی کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ اور لاشعوری طور پر اس کو علم ہی نہیں ہوتا کہ میں یہ کر رہا ہوں۔ اور کئی قسم کی دنیاوی لذتوں کے پیچھے بھاگ رہا ہوتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے۔ چھوٹا گناہ ہے یا بڑا گناہ ہے مگر گناہ ضرور ہے اور اس کے باوجود وہ کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ غالب نے اپنی زندگی کے حالات پر غور کرنے کے بعد جب اپنا جائزہ لیا تو اسی نتیجے تک پہنچا تھا کہ انسان دراصل جتنے گناہ کر سکتا ہے اس سے بہت زیادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے چنانچہ اس مضمون کو اس نے اس طرح باندھا کہ

ع ناکردہ گناہوں کی حسرت کی ملے داد

یارب اگر ان ناکردہ گناہوں کی سزا ہے۔ اے خدا! جو گناہ میں نے کئے ہیں جن کی تو مجھے سزا دینے والا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ناکردہ گناہوں کی حسرتیں اگر شامل کر لی جائیں تو بے انتہا گناہ بن جاتے ہیں اور یہ محض ایک شاعری نہیں ہے۔ یہ انسانی اعمال پر ایک صاحب بصیرت کی گہری نگاہ ہے غالب میں اگر بعض کمزوریاں نہ ہوتیں تو وہ خود کہتا ہے اور خود اس بات کا شعور رکھتا تھا کہ

یہ مسائلِ تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

تو واقعتہً جب وہ یہ باتیں بیان کرتا ہے تو گہری سوچ اور فکر کے نتیجے میں اس نے انسانی فطرت کے بعض راز پائے ہیں اور یہ محض شاعری نہیں یہ مسائلِ تصوف ہیں۔ پس آپ بھی اپنی زندگیوں پر غور کر کے دیکھیں گے تو آپ یہ معلوم کر کے حیران رہ جائیں گے کہ ہم میں سے اکثر کی اکثر زندگی گناہوں کی حسرتوں اور تمناؤں میں کٹ گئی ہے اور ہم سمجھ یہ رہے ہیں کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہم گناہ نہ کریں۔ جو لوگ بالارادہ کوشش کرتے ہیں ان کی کوششوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کامیاب کیا جاتا ہے۔ حقیقت میں بندے کا کام ہی نہیں ہے کہ وہ بے گناہ اور معصوم ہو جائے۔

اس کی ذمہ داری کوشش سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی

اور اسی حد تک اس پر ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔

پس اس عظیم روحانی وقت کے گیٹ میں سے جب ہم گزرنے والے ہیں تو اس پہلو سے بھی ہمیں اپنے حالات پر، اپنے گردوپیش پر نظر ڈالنی چاہیئے اور اپنی امنگوں کا بھی جائزہ لینا چاہیئے۔ اپنی حسرتوں کا جائزہ لینا چاہیئے۔ روزمرہ کی زندگی میں جو طلب پیدا ہوتی ہے اس کا جائزہ لینا چاہیئے کہ کیسی طلب ہے۔ اور دکھ نیکی نہ کرنے پر زیادہ ہوتا ہے کہ بدی نہ کرنے پر زیادہ ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جوں جوں انسان کا شعور بڑھتا چلا جاتا ہے یہ نسبت بدلتی جاتی ہے۔ ایک لاعلم انسان جو غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتا ہے اس کو لمبا اوقات گناہ نہ کر سکنے کا صدمہ زیادہ ہوتا ہے اور نیکی نہ کر سکنے کا صدمہ کم ہوتا ہے۔ بچے نماز نہیں پڑھتے اور صبح کی نماز میں نہیں اٹھتے، شاذ ہی ایسے ہوں گے جن کو صدمہ ہوا ہو لیکن جب بڑے ہونے شروع ہوتے ہیں، جب شعور بیدار ہوتا ہے تو پھر رفتہ رفتہ احساس بڑھنے لگتا ہے۔ پھر بعض لوگ دعاؤں کے خط بھی لکھنے لگ جاتے ہیں کہ اور تو نمازیں پڑھ لیتے ہیں صبح کے وقت آنکھ نہیں کھلتی، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی بھی توفیق بخشے۔ پھر اور زیادہ شعور بیدار ہوتا ہے تو اس کا غم لگ جاتا ہے۔ پھر اس طرف واضح طور پر توجہ پیدا نہیں ہوتی بلکہ واقعتہً غم لگ جاتا ہے اور

جب غم لگتا ہے تو پھر خدا کی تقدیر ایسے لوگوں کی مدد کرتی ہے۔

ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ ایک بزرگ کے پاس اس وقت شیطان آیا جب ان کی نیند بڑی گہری تھی اور بڑے مزے لے کر سو رہے تھے۔ وہ تہجد کے وقت عادتاً اٹھنے لگے جس طرح کہ ان کو عادت تھی مگر اس وقت شیطان نے کچھ ایسا بہلایا کہ ان کی دوبارہ آنکھ لگ گئی اور پھر سورج نکل آیا ان کو ہوش ہی کوئی نہیں تھا۔ یعنی تہجد کا تو کیا ذکر صبح کی نماز بھی وقت پر نہیں پڑھ سکے۔ اس پر اتنا انہوں نے صدمہ محسوس کیا کہ سارا دن روتے رہے۔ ساری رات روتے روتے ان کی آنکھ لگ گئی اور تھکے ہوئے، نیند کے غلبے سے مجبور ہوئے تھے لیکن اچانک انہوں نے آواز سنی کہ نماز کے لئے اٹھو۔ نماز کے لئے اٹھو۔ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آنکھ کھولی تو دیکھا کہ کوئی نہیں تھا انہوں نے کہا کہ تم کون ہو

مجھے جگانے والے - اس نے کہا: میں شیطان ہوں - کہا شیطان! مجھے نماز کے لئے جگانے آئے ہو - اس نے کہا! میرا کام تو لوگوں کو دھوکہ دینا ہے اور نیکیوں سے محروم کرنا ہے - کل میں نے تمہیں ایک نماز سے محروم کیا تھا لیکن تمہاری گریہ وزاری کو خدا نے ایسا پسند فرمایا کہ تمہارے کھاتے میں ہزاروں نمازیں لکھ دیں۔ میں تو نیکیوں سے محروم کرنے والا ہوں - میں نیکیوں کی عادت ڈالنے والا تو نہیں ہوں نیکیوں کا ثواب دلانے والا تو نہیں ہوں۔ اس لئے آج میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں کبھی نماز سے محروم نہیں کرنا کیونکہ

تمہاری ایک نماز گئی تو ہزاروں نمازیں ملیں گی۔

پس یہ معرفت ہے جو جوں جوں ترقی کرتی چلی جاتی ہے نیکی سے ذاتی تعلق اور محبت بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر خدا تعالیٰ نیکیوں کی توفیق بڑھاتا ہے اور نیکیاں نہ کرنے کی جو حسرتیں ہیں پھر ان کا ثواب ملنا شروع ہو جاتا ہے - ہمارا خدا بے انتہا رحم کرنے والا ہے انتہا بخشش کرنے والا بار بار بخشش کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا خدا ہے - یہ وہ خدا ہے جو ناکردہ گناہوں کی حسرتوں کے باوجود بھی سزا نہیں دیتا - مگر یہی خدا ہمارا گواہ ہے کہ ناکردہ نیکیوں کی جزاء ضرور دے دیتا ہے اگر ان کی حسرتیں رہ جائیں - تو وقت تھوڑا ہے - ہم نیکیاں تو زیادہ نہیں کر سکتے مگر

نیکیاں نہ کرنے کی حسرتیں لے کر اگر ہم اس گیٹ میں داخل ہوں گے تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ایسا غفور رحیم خدا ہے اور بے انتہا رحم کرنے والا ہے کہ وہ آپ کی ساری زندگی ان برکتوں سے بھر دے گا اور ان نیکیوں کی بھی آپ کو جزاء دے گا جن کی حسرتیں لے کر آپ اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہوں گے پس اپنی نیکیوں کی اُمنگوں کو بڑھالیں۔

خواہشوں کو بڑھالیں - یہ تمنائیں کریں کہ کاش ہماری اولاد ہماری ساری نیکیاں لے کر بڑی ہو اور ایک بھی بدی ہم ان کو ورثے کے طور پر نہ دیں۔ اور اس کے لئے کوشش شروع کر دیں کیونکہ ان نیکیوں کی حسرتوں کی جزاء ملا کرتی ہے جن کے لئے انسان کوشش ضرور کرتا ہے خواہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہو سکے یا نہ ہو سکے - کیونکہ فرضی باتیں خدا تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتیں - پس اس پہلو سے آپ اپنی اولاد در اولاد در اولاد در اولاد کو شامل کر لیں اور اپنی اولاد کو یہ وصیت کرنی شروع کریں جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل اپنی اولاد کو وصیت کیا کرتے تھے کہ دیکھو تم آئندہ وصیت کرتے چلے جاؤ کہ ان بدیوں سے بچنا ہے اور ان نیکیوں کو اختیار کرنا ہے اور توحید کے سوا کوئی اور مذہب اختیار نہیں کرنا تو اس طریق آئندہ ساری نسل تک کم سے کم ایک سو سال تک آپ کو ان ساری نیکیوں کی جزاء ملتی رہے گی، جن کی آپ حسرتیں رکھتے ہیں کہ کاش ہم خود ان نیکیوں کو قائم کر سکتے - چونکہ آپ سنجیدہ ہیں کیونکہ آپ مخلص ہیں - کیونکہ آپ متقی ہیں - واقعۃً یہ چاہتے ہیں - اس لئے ان ناکردہ نیکیوں کی جزاء آپ کو ضرور ملے گی - پس جب یہ سودے ہو رہے ہیں تو پھر اپنی مانگ کو بڑھائیں اور اونچا کریں - بڑے آدمیوں سے چھوٹی چیز نہیں مانگنی چاہئیے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کا تو کوئی حساب ہی نہیں - اس کی تو کوئی حد نہیں ہے - اس لئے

اب وقت کے لحاظ سے بہت بڑے اعمال کا تو موقعہ نہیں ہے لیکن بہت بڑی تمناؤں اور نیک تمناؤں کا موقعہ ضرور ہے۔

خدا کرے کہ ہماری تمناؤں کا بھی سر بلند ہو - اور ہمارے اعمال کا بھی سر بلند ہو جب ہم اگلی صدی میں داخل ہو رہے ہوں اور ہم اور ہماری نسلیں اور پھر ان کی نسلیں اور پھر ان کی نسلیں ہمیشہ ہمیش کے لئے نیکیوں کے جھنڈے بلند کرنے والے ہوں ؎

صد سالہ جشن تشکر کی مبارک باد

محترم چوہدری حمید اللہ صاحب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کی طرف سے بذریعہ تار مندرجہ ذیل مبارک بادی کا پیغام موصول ہوا ہے۔

"صد سالہ جشن تشکر کے اس بابرکت موقع پر میری طرف سے تمام اراکین مجلس انصار اللہ کو دلی مبارکباد پیش ہے۔ آج کے دن ہم احمدیت کی خاطر تجدید وقف کا عہد کریں۔ اور خلافت سے وابستگی کو مزید مستحکم کریں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے عہد پر مضبوطی سے قائم رہنے کی توفیق بخشے اور ہمیشہ سیدھے راستہ پر چلائے آمین"

محمد انعام غوری
صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

آپ کے خطوط

حضرت امام جماعت احمدیہ کے بصیرت افروز خطبات جمعہ کے نیک اثرات

پیکنجہ سے ایک دوست ایڈیٹر کے نام تحریر فرماتے ہیں:-

۹ دسمبر ۱۹۸۸ء کا شمارہ پڑھنے کو ملا۔ میں ایک سُنّی مسلمان ہوں زیادہ اس سلسلہ میں مطالعہ بھی نہیں کرتا اور ضرورت بھی نہیں سمجھتا تھا جماعت احمدیہ کا تذکرہ بہت مرتبہ سُنا مگر ایسا کوئی شوق نہیں ہوا کہ اس سلسلہ میں تحقیق کروں مگر یہ اخبار پڑھ کر ایک طرح کی دلچسپی پیدا ہوئی آپ کے سید نا خلیفۃ المسیح الرابع کا خطبہ پڑھ کر یہ شوق پیدا ہوا کہ ان کے تمام خطبات پڑھنے کو ملیں تو کیا خطبات کا کوئی مجموعہ مل سکے گا - جس میں سب خطبے جمع ہوں - ورنہ پھر جہاں سے یہ خطبے آپ کے اخبار میں شائع ہو رہے ہیں اب تک کے تمام شمارے رعایتی قیمت سے مجھے بھیج دیں جتنی رعایت کر سکیں - بلکہ بہتر ہوگا کہ دو سال کا مکمل فائل مہیا فرما دیں - اور آئندہ کے لئے یہ اخبار مستقل میرے پتہ پر بھیج دیا کریں - پروفیسر طاہر القادری کے جواب میں جو مضمون ہے اس سے میری کچھ غلط فہمیاں دور ہوئیں - کیا حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی کتابیں مہیا ہیں کتنی کتابیں انہوں نے لکھی ہیں - اور کیا آپ وہ سب مہیا کر سکتے ہیں؟

محترم! آپ نے حضرت امام جماعت احمدیہ کے بصیرت افروز خطبات جمعہ اور "بدر" کو پسند فرمایا شکریہ! "بدر" آپ کے ایڈریس پر جاری کر دیا گیا۔

بقیہ صفحہ اوّل

چراغاں

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے مکرم غلام محمود صاحب راجپوری صدر جماعت احمدیہ بمبئی جو ایک ماہر الیکٹریشن ہیں کے سپرد مقامات مقدسہ قادیان پر لائٹنگ کا کام کیا گیا تھا۔ ان کی پارٹی جو چار احمدی نوجوانوں پر مشتمل تھی لائٹنگ کا سامان لے کر ۱۷ رمارچ کو قادیان پہنچی اور موصوف خود بھی ۱۸ رمارچ کو بذریعہ ہوائی جہاز قادیان پہنچ گئے اور دن رات محنت کرکے تھوڑے سے وقت میں منارۃ المسیح، مسجد اقصیٰ اور مسجد مبارک اور دفاتر وغیرہ میں نہایت خوبصورتی سے لائٹنگ کی جس سے ایسا حسین اور دیدہ زیب نظارہ بن گیا کہ نہ صرف اپنے بلکہ قادیان کی غیر مسلم آبادی ۲۲/۲۳ تا ۲۵/۲۶ تین راتوں میں گیارہ گیارہ بجے شب تک آکر نہایت اشتیاق کے ساتھ زیارت کرتی رہی۔

مکرم غلام محمود صاحب صدر جماعت احمدیہ بمبئی اس لحاظ سے بھی شکریہ اور دعاؤں کے مستحق ہیں کہ نہ صرف انہوں نے ایک ہفتہ کا وقت خرچ کیا اور اپنے ہنر سے مستفید کیا بلکہ چراغاں کے سلسلے میں مبلغ پانچ ہزار (-/5000 Rs) روپے کا عطیہ بھی پیش کیا فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

اس کے علاوہ ذیلی تنظیموں نے اپنی عمارات اور احباب جماعت نے اپنے اپنے گھروں پر اپنی حیثیت و توفیق کے مطابق مٹی کے دیپکوں اور لائٹ کے بلبوں سے بعض نے ۲۲ ر اور ۲۳ ر دو راتوں کو اور بعض نے تین چار راتوں تک بھی چراغاں کئے رکھا اور اس طرح صد سالہ جشن تشکر کی تقریبات میں چار چاند لگ گئے۔

نماز تہجد

۲۲/۲۳ کی درمیانی شب بارہ بجے جب تاریخ بدلتی ہے، خدام نے اجتماعی دعا کی اور چند گھنٹوں بعد تہجد کیلئے جگانا شروع کیا۔ مردوں کیلئے مسجد اقصیٰ اور عورتوں کے لئے مسجد مبارک میں نماز تہجد باجماعت کا انتظام کیا گیا تھا۔ بفضلہ تعالیٰ کثیر تعداد میں احباب جماعت مرد و زن نے نماز تہجد ادا کی۔

بہشتی مقبرہ میں اجتماعی دعا

بعد نماز فجر ۲۳ رمارچ کو بہشتی مقبرہ میں مزار مبارک سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کثیر تعداد میں احباب و مستورات جمع ہوئے اور محترم امیر صاحب مقامی نے لمبی و پرسوز دعا کروائی جس میں اسلام و احمدیت کے غلبہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خاص طور پر مباہلہ کی کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے چمکتے نشانات ظاہر ہونے کے لئے نہایت الحاح سے دعا کی گئی۔

لوائے احمدیت کا لہرایا جانا

بہشتی مقبرہ میں اجتماعی دعا سے واپسی پر دفتر مجلس خدام الاحمدیہ "ایوان خدمت" پر محترم امیر صاحب مقامی نے لوائے احمدیت لہرایا اسی طرح اس موقع پر قصر خلافت دفتر مجلس انصار اللہ مرکزیہ۔ عمارت لائبریری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ "النصرت" پر بھی لوائے احمدیت لہرائے گئے

جلوس

۲۳ رمارچ کا ایک اہم پروگرام قادیان کے بازاروں میں جلوس نکالنا تھا۔ الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ اور نظارت امور عامہ کے زیر اہتمام ۹ بجے صبح ۷ گھوڑوں ۷ جیپوں ۶۵ موٹر سائیکلوں اور انصار خدام و اطفال اور اندرون و بیرون ملک سے تشریف لائے ہوئے مہمانوں پر مشتمل جلوس نہایت باوقار طریق پر درود و سلام اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کرتا ہوا محلہ احمدیہ سے نکل کر قادیان کے مرکزی بازار اور بس اڈہ اور ریتی چھلہ سے گزرتا ہوا سول لائن حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان رضی اللہ عنہ کی کوٹھی کی طرف سے ۱۲/۱ ۱۰ بجے جلسہ گاہ پہنچا جلوس کے راستے میں مختلف جگہوں پر غیر مسلم افراد اور تنظیموں نے بڑے پیار اور خلوص کے جذبے سے اپنے خرچ پر گیارہ استقبالیہ گیٹ بنا رکھے تھے ایک کھلی جیپ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی قادیان اور نواب عباس احمد خان صاحب اور محترم اللہ بخش صادق صاحب ناظر خدمت درویشان دستہ بستہ کھڑے رہے۔ غیر مسلم احباب نے جگہ بہ جگہ جیپ رکوا کر انہیں ہار پہنائے اور صد سالہ جشن تشکر کی مبارکباد دیتے ہوئے خوش آمدید کہا۔

خدام و اطفال نے اس موقعہ پر کالی پتلون اور سفید بش شرٹ یونیفارم کے طور پر زیب تن کر رکھی تھی اور پورا جلوس تین افراد کی قطاروں پر مشتمل مختلف ٹکڑیوں میں تقسیم "صد سالہ جشن تشکر مبارکباد" "محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں"۔ "پیشوایان مذاہب زندہ باد" کے بینرز اٹھائے ہوئے نہایت خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا۔ غیر مسلم معززین مختلف تنظیموں اور پارٹیوں کے لیڈر اور کثیر تعداد میں غیر مسلم ہندو سکھ اور عیسائی بھائی جلوس کے ساتھ شامل ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ جلسہ گاہ میں پہنچنے تک جلوس کی حاضری ایک ہزار سے اوپر جا پہنچی۔

صد سالہ جشن تشکر کی خوشی میں قادیان کے ایک غیر مسلم دوست شری ہربنس لعل "پرندہ" ابن شری دولا مل صاحب محلہ پریم نگر نے تیس کلو کے لگ بھگ لڈو تیار کروا کے جماعت کو پیش کئے اللہ تعالیٰ انہیں اس خلوص اور محبت کی بہترین جزاء عطا فرمائے یہ لڈو خدام اطفال لجنہ و ناصرات اور انصار ممبران میں تقسیم کئے گئے۔

جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد

ہر سال ۲۳ رمارچ کو جلسہ یوم مسیح موعود کا انعقاد مسجد اقصیٰ میں ہوا کرتا تھا لیکن صد سالہ جشن تشکر کے تاریخی موقع پر یہ طے پایا کہ جلسہ گاہ میں ۲۳ رمارچ کو یوم مسیح موعودؑ کے سلسلے میں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا جائے۔ اس کے لئے قبل از وقت وسیع انتظامات۔ جناب رگھونندن لعل بھاٹیہ۔ ممبر پارلیمنٹ کو بطور مہمان خصوصی اس جلسہ میں شرکت کی دعوت دی گئی جو موصوف نے بخوشی قبول کی۔

جلسہ گاہ کو قناتوں، شامیانوں سے آراستہ کرکے ایک ہزار کرسیوں کے علاوہ نیچے بیٹھنے کیلئے دریوں کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اسٹیج کے پیچھے 15×15 سائز کا جوبلی مونوگرام پردہ پر تیار کرکے آویزاں کیا گیا تھا۔ گیارہ بجے مہمان خصوصی جناب رگھونندن لعل بھاٹیہ ممبر پارلیمنٹ کے پہنچنے پر محترم امیر صاحب مقامی قادیان کی زیر صدارت جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا مکرم فیصل صاحب آف یوگنڈہ متعلم جامعہ احمدیہ کی تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ سنائے جانے کے بعد مکرم مولوی سفیر احمد صاحب شمیم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔

بعدہٗ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا وہ خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور انور نے صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر تمام دنیا کے لئے ارسال کیا ہے۔ پیغام سنائے جانے کے بعد آپ نے اجتماعی افتتاحی دعا کرائی۔ اس کے بعد جلسہ کا تقریری پروگرام شروع ہوا سب سے پہلے مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل سیکرٹری نے مختصر تعارفی تقریر کی بعدہٗ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ نے "موعود اقوام عالم" کے موضوع پر اور مکرم مولوی کریم الدین صاحب شاہد نے "اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر مساعی" کے موضوع پر اور مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے "خلافت احمدیہ کا قیام اور احمدیت کا روشن مستقبل" کے موضوع پر ٹھوس اور علمی تقاریر کیں۔

اس دوران عزیز ناصر علی صاحب عثمان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام خوش الحانی سے سنایا۔

(بقیہ رپورٹ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے!)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۵ رفروری بروز ہفتہ پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام ظہیر الدین تجویز کیا گیا ہے موصوف کے دادا محترم مولوی نور الدین صاحب صدر جماعت احمدیہ کالابن رہار کہ ہیں۔ حضور پرنور کی تحریک "وقف نو" میں نومولود کو وقف زندگی کرنے کا عہد کیا گیا ہے قارئین کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عہد کو صحیح رنگ میں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین خاکسار: غلام احمد قادر مبلغ سلسلہ گکنور

صد سالہ جشن تشکر کے موقع پر

محترمہ حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا پیغام

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بھارت!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کا دن آپ سب بہنوں کو اور ساری جماعت احمدیہ کو مبارک ہو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے جماعت احمدیہ آج پہلی صدی کامیابی سے گزار کر دوسری صدی میں داخل ہو رہی ہے۔ اے قادیان کی بستی تجھے بھی بہت مبارک ہو کہ تیری سرزمین پر مہدی معہود پیدا ہوئے۔ ہاں وہ مہدی موعود جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال قبل سلام بھیجا تھا اور اسی سرزمین میں آپ مدفون ہیں۔ یہیں سے وہ نور پھوٹا پھیلا اور پھیلتا چلا گیا اور آج دنیا کے کناروں کناروں تک اس کے کونے کونے تک پھیل چکا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا آپ بالکل گمنام تھے قادیان کی بستی بھی بالکل ایک طرف تھی نہ ریل جاتی تھی اور نہ بجلی تھی نہ ٹیلی فون نہ ڈاکخانہ نہ تار گھر لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو بشارت پر بشارت دے رہا تھا کہ ـــ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" آپ کو بشارت ہوئی کہ خدا تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ "تیرا خدا تیرے اس فعل سے راضی ہوا اور وہ تجھے بہت برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

آپ نے اپنی آنکھوں سے ان پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھا اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے ۱۲۰ ملک میں جماعتیں قائم ہو چکی ہیں اور قادیان جو ایک چھوٹی سی بستی تھی اس کے متعلق یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ کی پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی۔

سلام ان پر جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ابتداء میں مانا آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا سب کچھ اس راہ میں قربان کر دیا اور ان بعد میں آنے والوں پر بھی جو آئے تو بعد میں مگر اپنی قربانیوں میں بعض پہلوؤں سے بھی آگے بڑھ گئے اور ہر ابتلاء کے بعد کندن بن کر نکلے۔

آج ہم خوش ہیں اور اس یقین پر قائم ہیں کہ احمدیت کے غلبہ کی جو پیشگوئیاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کی ہیں وہ بھی لفظاً لفظاً پوری ہوں گی انشاء اللہ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ قادیان میں رہتے ہیں بہت شکر ادا کریں اپنے عمل سے اپنے نمونہ سے اپنے اخلاق سے۔ اگلی صدی آپ کے لئے بہت بھاری ذمہ داریاں لا رہی ہے جن میں سے سب سے بڑی ذمہ داری اگلی نسل کی تربیت کی ہے ان میں دین کی محبت پیدا کرنی اللہ تعالیٰ کا پیار ان کے دلوں میں پیدا کرنا، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا جذبہ پیدا کرنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی زندگی کو اپنے لئے اسوہ بنانے کا جذبہ پیدا کرنا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جذبہ پیدا کرنا۔ عورتوں پر بڑی ذمہ داری اپنی اولاد کی ہے تا وہ بڑے ہو کر ان سب ذمہ داریوں کو عمدگی سے اٹھا سکیں جو آپ سے ان کی طرف منتقل ہوں گی۔

پس عزم کریں اس روحانی انقلاب کے وقت کو قریب سے قریب تر لانے کا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہو چکا ہے اور جسے کوئی نہیں بدل سکتا۔ عاجزی سے دعاؤں سے گریہ و زاری سے محنت سے قربانیوں سے تا اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو ہماری قربانیوں کو قبول فرمائے دنیا سے ظلمتیں دور ہو جائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا نور ساری دنیا میں پھیل جائے آمین

خاکسار

مریم صدیقہ

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ (ربوہ)

ضروری اعلان

جملہ صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعتوں کے آئندہ سال کے انتخاب کے موقعہ پر جماعت میں سیکرٹری وقف جدید کا بھی انتخاب ضرور کروا دیا جائے اور بعد انتخاب اس کی اطلاع دفتر ہذا کو بھی بھجوا دیں۔

ناظم وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

دفتر چہارم تحریک جدید اور انصار اللہ

گذشتہ ۱۹۸۵ء میں جبکہ تحریک جدید کا دفتر سوم اختتام پذیر ہوا اور ہمارے محبوب امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے دفتر چہارم کا اجراء فرمایا تو حضور کی طرف سے جماعت کے مخلصین اور تجربہ کار طبقہ یعنی مجالس انصار اللہ کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ دفتر چہارم کے مجاہدین کی تعداد بڑھانے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ اس کام میں انصار کے لئے کتنی وسیع گنجائش ہے۔ یہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک تبصرہ سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ فرمایا

"ہزاروں کو ان کے خاندانوں کی تعداد سے ضرب دے دیں تو وہ یہ تعداد ایسی ہے جو تحریک جدید میں شامل ہو سکتی ہے۔"

انصار بھائیوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ سال جشن تشکر کا سال ہے اور اس سال میں ہماری ہر خدمت معیاری خدمت ہونی چاہئے۔ سال رواں میں آپ نے کم از کم ہر فرد کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو یا بچہ ہر ایک کو تحریک جدید کے دفتر چہارم میں شامل کرنا ہے۔ اور اس کو مکمل کر کے دم لیں اس سلسلہ میں اپنی کوششوں سے مطلع فرمائیں

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا

قائد تحریک جدید مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

اعلان بسلسلہ گمشدہ رسید بکس

احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت کی آگاہی کے لئے تحریر ہے کہ نظارت ہذا کی طرف سے مورخہ ۱۲/۱۰/۸۸ کو مکرم سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ سہدرواہ کے نام چار عدد رسید بکس نمبر ۱۷۵۰ تا ۱۷۵۳ دستی ایشو کی گئی تھیں جو واپسی پر دوران سفر موصوف سے گم ہو گئی ہیں۔ بنا بریں ان رسید بکوں کو دفتری ریکارڈ سے خارج کر دیا گیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ان رسید بکوں کو منسوخ سمجھا جائے اور ان پر کسی قسم کے جماعتی چندہ کی ادائیگی نہ کی جائے اگر کسی دوست کو یہ گمشدہ رسید بکیں ملیں تو وہ انہیں بذریعہ رجسٹری ڈاک نظارت ہذا کو بھجوا کر عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

دعائے مغفرت:- جماعت احمدیہ ہبلی کے ایک دوست افضل خان صاحب لودھی مورخہ ۲۰/۱/۸۹ بروز جمعہ ایک مختصر سی علالت کے بعد بعمر ۷۷ سال اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ دو لڑکے ایک بیٹی چھوڑا ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملے

خاکسار: حضرت صاحب منڈاسگر صدر جماعت احمدیہ ہبلی

پروگرام دورہ مکرم مولوی منظور احمد صاحب انسپکٹر بیت المال ناصر آباد

برائے صوبہ جموں و کشمیر

مورخہ ۹ ۴/۸۹ سے محترم انسپکٹر صاحب موصوف درج ذیل پروگرام کے مطابق بغرض پڑتال حسابات و وصولی لازمی و دیگر چندہ جات اور تشخیص بجٹ ۹۰-۱۹۸۹ء دورہ کریں گے۔ لہذا جملہ عہدیداران جماعت اور مبلغین و معلمین کرام سے کما حقہ تعاون کی درخواست ہے متعلقہ جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو بذریعہ خطوط اطلاع دی جا رہی ہے

(ناظر بیت المال آمد)

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۹ ۴/۸۹	آسنور	۲۴ ۴/۸۹	۳	۲۷ ۴/۸۹
سری نگر	۱۰ ۴/۸۹	۱	۱۱	رشی نگر	۲۷	۳	۳۰
اسلام آباد	۱۱	۱	۱۲	چاندوجن	۳۰	۱	۱ ۵/۸۹
اندورہ	۱۲	۱	۱۳	شوپیاں	۱ ۵/۸۹	۱	۲
شورت	۱۳	۲	۱۵	مالو میشہ وار	۲	۲	۴
ناصر آباد	۱۵	۳	۱۸	باری پارگام / مرباعہ	۴	۲	۶
یاڑی پورہ بالسو	۱۸	۳	۲۱	سری نگر	۶	۳	۹
چیک الرچھ	۲۱	۱	۲۲	ترک پورہ / اونہ گام	۹	۲	۱۱
نونہ مئی	۲۲	۱	۲۳				
کوریل	۲۳	۱	۲۴				

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
ہیرمرگ	۱۱ ۵/۸۹	۱	۱۲ ۵/۸۹	سلوہ گورسائی / پٹھانہ تیر	۲۴ ۵/۸۹	۳	۲۷ ۵/۸۹
سری نگر	۱۲	۱	۱۳				
بھدرواہ	۱۴	۳	۱۷	پونچھ شیندرہ	۲۶	۲	۲۸
جموں	۱۷	۱	۱۸	منکوٹ	۲۸	۱	۲۹
بڑھالوں	۱۸	۱	۱۹	ہموبیال جپونگا	۲۹	۲	۳۱
چارکوٹ	۱۹	۳	۲۲	جموں	۱ ۶/۸۹	۱	۲ ۶/۸۹
کالابن لوہارگ	۲۲	۲	۲۴	قادیان	۳ ۶/۸۹	-	-

صد سالہ احمدیہ جوبلی کے مبارک ایام میں

اخبار آزاد نوجوان مدراس

کا باتصویر

سلطان القلم

نمبر شائع ہوگا

سلسلہ احمدیہ کے اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین نظمیں اور فوٹو گراف ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔

محمد کریم اللہ نوجوان، ایڈیٹر آزاد نوجوان

NO: 4, 3RD CROSS STREET
LAKE AREA MADRAS - 600034
PHONE: 472915

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔"

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR, BHADRAK, Distt:- BALASORE (ORISSA)

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف مالکان حمید ساری مارٹ، صالح پور کٹک (اڑیسہ)

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

الیس اللہ بکاف عبدہ

پیش کردہ

بانی پولیمرز — کلکتہ ۴۶

ٹیلیفون = ۵۲۵۶ ۔ ۵۱۳۷، ۵۲۸ ۴۳—۴۳

درخواست دعا

A.N.A رحمت اللہ صاحب ترلوکوڑی تامل ناڈو تحریر فرماتے ہیں۔ خاکسار کی پوتی عزیزہ خدیجہ طیبہ بعمر ۵ سال کو پچھلے تین سال سے بخار کا سلسلہ جاری تھا۔ لیکن پچھلے ایک ماہ سے مسلسل ۱۰۵-۱۰۴ بخار رہتا ہے۔ کئی علاج کروانے کے باوجود اس بخار کی وجہ معلوم نہیں ہو رہی ہے۔ اب ڈاکٹروں کے مشورہ سے ویلور ہسپتال میں داخل کی گئی ہے صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

ترجمہ :- دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے

MOHAMMED RAHMAT PHONE C/o 896008

AZ

SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER MOTOR VEHICLES

45-B PANDUMALI COMPOUND
DR. BHADKAMKAR BOMBAY-PH. 400008,

ارشاد نبوی

اشیعوا السلام

اسلام کو پھیلاؤ ہر خرابی، برائی اور نقصان سے محفوظ ہو جاؤ گا

محتاج دعا :- یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

اَطِعْ اَبَاکَ

اپنے باپ کی اطاعت کر

حدیث نبوی

SAW MILLS & FOREST CONTRACTORS
DEALERS IN TIMBER TEAK POLES, SIZES
FIRE WOODS, MANUFACTURERS OF WOODEN
FURNITURE ELECTRICAL ACCESSORIES ETC

Po VANIYAMBALAM
(KERALA)

خدا کے پاک لوگوں کو خدا سے نصرت آتی ہے
جب آتی ہے تو پھر عالم کو اک عالم دکھاتی ہے
(درثمین)

AUTOWINGS

آٹو ونگس

15 SANT HOME HIGH ROAD
MADRAS-600004.
PHONE { 76368
74350

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب :- ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ کلکتہ

MODERN SHOE CO
31/5/6 LOWER CHIT PUR ROAD
PHONE:- 275475
RESI:- 273903
{CALCUTTA-700073

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْآنِ

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA PHONE-279203
CARD BOARD BOX M.F.G.CO
MANUFACTURERS OF ALLKINDS OF CARD BOARD
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
15, PRINCEP STREET CALCUTTA-700072.

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہاں میں ۔ ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS & ELECTRIC CONTRACTORE
TARUN BHARAT CO OP HOUSE SOCT
PLOT No. 6 GROUND FLOORE OLD CHAKALA
OPP CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
PH: OFFICE 6348179
RESI 6289369
BOMBAY 400099

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائیٹر :- سید شوکت علی اینڈ سنز

:- پتہ :-

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی فون ۶۲۹۴۱۷

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:۔ کرشن اھگوتم احمد اینڈ برادرس سٹاکسٹ جون ڈیلیرز مدینہ میدان روڈ بھدرک - ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی - فون نمبر: 294

AUTHORISED JEEP JOBBERS PARTS

AUTHORISED DISTRIBUTORS

AMBASSADOR - TREKKER BEDFORD - CONTESSA

AUTHORISED DEALERS

PERKINS P3 P4 P6 P6(3)

آٹو ٹریڈرز

ہر قسم کی گاڑیوں - پٹرول ڈیزل کار - ٹرک - بس - جیپ - تار کا پتہ "AUTOCENTRE"

اور ٹریکٹر کے اصلی پرزہ جات کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں - ٹیلیفون نمبرز 28-5222 28-1652

AUTOTRADERS 16 MANGOE LANE CALCATTA 700001

۱۶ مینگو لین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے"

(ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ اسلام آباد (کشمیر)

گڈ لک الیکٹرانکس

اندر تیر روڈ اسلام آباد (کشمیر)

الیکٹرانک ریڈیو - ٹی - وی - اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل و سروس

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے"

(کشتی نوح)

پیشکش:۔

ROYAL AGENCY

PRINTERS BOOK SELLERS & EDUCATIONAL SUPPLIERS

CANNANORE - 670001 - PH - 4498 (KERALA)

Head office:- P.O. PAYANGADI - 670303 - PH - 12

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش:-

NIR Traders

WHOLE SALE & DEALERS IN HAWAI & P.V.C CHAPPALS - SHOE MARKET NAYAPUL HYDERABAD - 500002 PH-NO 522860.

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ہشتم)

الائیڈ گلو پروڈکٹس

بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے

پتہ ۲۰-۴-۳۲۲/۱ حسینی علم کے پاس گوڑہ ریلوے اسٹیشن حیدرآباد ۵۰۰۰۲۳ اے پی

فون ۴۲۹۱۲۷

"تمام فیضوں کا سرچشمہ قرآن ہے"

(ملفوظات جلد پنجم)

NIR ®

CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ ہوائی چپل نیز ربڑ پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!